ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

33

www.tanzeem.org

20 تا 26 اگست 2013ء/10 تا 16 شوال المکرّم 1434ھ

دشمن نہیں بدلتے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازدار نہ بنانا‘ یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی) کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح بھی ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔ دیکھو‘ تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو‘ حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں‘ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں۔ (ان سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ۔ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔ اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو ان کو بُری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر تم تکلیفوں کو برداشت اور (ان سے) کنارہ کشی کرتے رہو گے تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔‘‘ (آل عمران: 118 تا 120)

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان اہلِ کتاب کو اپنا رازدار نہ بنائیں‘ کیونکہ ان اہلِ کتاب کی تو کیفیت یہ ہے کہ یہ تو مسلمانوں کی تکلیف و پریشانی کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں‘ زبانوں سے نفرت کی چنگاریاں نکلتی اور سینے غم و غصے سے کھولتے رہتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ جنونِ غیظ و غضب میں اپنی انگلیاں تک کاٹ لیتے ہیں۔ ہاں اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آ جائے اور انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو پھر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مومن بندوں کو دُشمنوں کے مکر و فریب سے محفوظ رکھتا ہے‘ اور اگر مومنین صبر و تقویٰ کی راہ اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہر خطرے سے بے پروا کر دیتے ہیں۔ یہ طویل اور مفصل ہدایت اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ ابتدائے اسلام میں اسلامی جماعت اہلِ کتاب کی طرف سے کس قسم کی دسیسہ کاریوں کا شکار تھی اور فریب دہی سے مسلمانوں کو کس قدر اذّیت برداشت کرنی پڑ رہی تھی‘ جس کی بناء پر قرآن نے ان سے بالکلیہ مقاطعے کا حکم دے دیا اور مسلمانوں کو جاہلی دَور کے تمام گزشتہ روابط توڑ ڈالنے کی ہدایت کر دی۔ یہ ہدایت ہر دَور کے مسلمانوں کے لیے ہے‘ کیونکہ مسلمانوں کے دُشمن ہر دَور میں ایک ہی ہیں‘ صرف ان کی دُشمنی کے طریقے بدلتے ہیں دُشمن نہیں بدلتے!

فی ظلالِ القرآن

سید قطبؒ

اس شمارے میں

گاؤ پرست کی گاؤ خور کو للکار

یوم آزادی، نظریۂ پاکستان اور خود احتسابی

چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی

’’مسلمانوں کو حقیقی اسلام سے دور رکھو‘‘

شام کا بحران اور تیسری عالمی جنگ

دین کے ساتھ سنگین مذاق

سید جمال الدین افغانی

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سُورۃ اِبْراھِیْم

(آیات: 19 تا 21)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ یَّشَاْ یُذْہِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَہَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ ہَدٰىنَا اللّٰہُ لَہَدَیْنٰکُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ﴿۲۱﴾

آیت ۱۹ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ﴾ ”کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے؟“

﴿اِنْ یَّشَاْ یُذْہِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۹﴾﴾ ”اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے (ہلاک کردے) اور ایک نئی مخلوق کو لے آئے۔“

اس کی قدرت‘ قوتِ تخلیق اور تخلیقی مہارت ختم تو نہیں ہوگئی‘ وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے ختم کردے اور جب چاہے کوئی نئی مخلوق پیدا کردے۔

آیت ۲۰ ﴿وَّمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ ﴿۲۰﴾﴾ ”اور یہ کام اللہ پر کوئی بھاری نہیں ہے۔“

آیت ۲۱ ﴿وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَہَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ؕ﴾ ”اور وہ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے سب کے سب‘ تو کہیں گے کمزور لوگ متکبرین سے کہ ہم آپ لوگوں کے پیروکار تھے‘ تو کیا آپ اللہ کے عذاب میں سے ہمارے لیے کچھ کمی کرسکتے ہیں؟“

کمزور لوگ طاقتور لوگوں سے‘ جنہیں وہ دنیا میں اپنے سردار اور لیڈر مانتے تھے‘ کہیں گے کہ ہم آپ کے فرمانبردار تھے‘ آپ کا ہر حکم مانتے تھے‘ آپ کی خدمت کرتے تھے‘ آپ کے جھنڈے اٹھاتے تھے‘ آپ کے لیے زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے‘ تو کیا آپ ہماری اُن خدمات کے عوض آج اس عذاب سے ہمیں کچھ رعایت دلا سکتے ہیں؟

﴿قَالُوْا لَوْ ہَدٰىنَا اللّٰہُ لَہَدَیْنٰکُمْ ؕ﴾ ”وہ کہیں گے کہ اگر اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہوتی تو ہم تمہیں بھی ہدایت کی راہ دکھاتے۔“

وہ کورا جواب دے دیں گے کہ ہم خود گمراہ تھے‘ سو ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا۔

﴿سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ﴿۲۱﴾﴾ ”اب ہمارے حق میں برابر ہے‘ خواہ ہم جزع فزع کریں یا صبر کریں‘ ہمارے لیے خلاصی کی کوئی صورت نہیں۔“

اب تو یکساں ہے‘ خواہ ہم بے قراری کا مظاہرہ کریں‘ چیخیں چلائیں یا صبر کریں‘ ہمارے لیے کوئی مفر نہیں‘ ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

فرمان نبویؐ

بدن کے جوڑوں کا صدقہ

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ”اِنَّہٗ خُلِقَ کُلُّ اِنْسَانٍ مِنْ بَنِیْ آدَمَ عَلٰی سِتِّیْنَ وَثَلَاثِ مِائَۃِ مَفْصِلٍ، فَمَنْ کَبَّرَ اللّٰہَ وَحَمِدَ اللّٰہَ وَہَلَّلَ اللّٰہَ وَسَبَّحَ اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰہَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْکَۃً اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَہٰی عَنْ مُنْکَرٍ عَدَدَ السِّتِّیْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَۃِ فَاِنَّہٗ یُمْسِیْ یَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَہٗ عَنِ النَّارِ (رواہ مسلم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”بنی آدم تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو شخص اللہ اکبر، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، سبحان اللہ اور استغفر اللہ کہے۔ یا لوگوں کے راستہ سے، پتھر، کانٹے، ہڈی وغیرہ ہٹادے یا نیک اور اچھی بات لوگوں کو بتائے یا بُری بات سے روکے۔ اور ان کاموں یا کلمات کی تعداد تین سو ساٹھ ہو جائے تو وہ دن اس کے لیے ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے اپنے سے آگ دور کردی ہے (اور اپنے بدن کے سارے جوڑوں کا صدقہ ادا کردیا ہے)“۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گاؤ پرست کی گاؤ خور کو للکار

ہندو بنیا کے بارے میں ہمارے بزرگوں کا قول ''بغل میں چھری اور منہ میں رام رام'' شاید پرانے زمانے کے ہندو کے بارے میں تھا، آج کے ہندو کے منہ سے آگ کے فوارے پھوٹ رہے ہیں۔ اردو زبان ہی کا محاورہ ہے کہ فلاں کے منہ میں گز لمبی زبان ہے۔ آپ آج بھارتی میڈیا کی طرف متوجہ ہوں تو معلوم ہو گا زبان میٹروں لمبی بھی ہوتی ہے، اتنی لمبی کہ بھارتی فوجوں کو دھکیل کر دہشت زدہ پاکستان کی سرحد پر لے آتی ہے۔ ادھر سے مذاکرات مذاکرات کی تان لگائی جا رہی ہے اور بڑی لے میں لگائی جا رہی ہے۔ امن کی آشا کا چھابا بنا سنوار کا لگایا گیا ہے اور ہمارا الیکٹرانک میڈیا خاص طور پر ایک چینل پر سوٹ بوٹ پہنے نکٹائی لگائے تعلیم و تہذیب یافتہ چھابڑی فروش امن لے لو، امن لے لو کی صدائیں لگا رہا ہے جیسے پرانے لاہور کی گلیوں میں منجھی پیڑی ٹھکا لو، منجھی پیڑی ٹھکا لو کی آوازیں لگائی جاتی تھیں۔ ادھر لوک سبھا میں چیخ و پکار ہے، پکڑلو، مار دو، اب کے مسلہ بچ کے نہ پائے۔ اور تو اور وزیر اعظم من موہن سنگھ لڑکھڑاتے سر سے اور ہانپتی کانپتی آواز سے پاکستان کو دھمکیاں دے رہا ہے۔ پھر بھی ہمارے نئے نویلے وزیر اعظم کا انہوں نے دل موہ لیا ہے۔ فرماتے ہیں بھارت کا دورہ بغیر دعوت کے بھی کر سکتا ہوں اور اپنے حلف کی تقریب میں موصوف کو اس عمر میں تکلیف دینے پر مصر تھے۔ وہ تو خدا جانے کس کی نظر لگی کہ نہ وہ محبوب کی گلی کا رخ کر سکے نہ من موہن سنگھ آ سکے، حالانکہ میاں نواز شریف غالب کا یہ شعر اچھی طرح از بر کر چکے تھے ؎

وہ آئیں ہمارے گھر میں خدا کی قدرت
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

قارئین کرام! مذکورہ بالا انداز تحریر یا تقریر ہم نے شاذ ہی کبھی اپنایا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی شے بھی جلے دھواں تو بہر حال نکلتا ہے اور گزشتہ ہفتہ کے واقعات اور پاکستان و بھارت کی حکومتوں اور میڈیا کے متضاد اور بالکل مختلف رویوں نے ہمارے دل کو بری طرح جلایا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد گزشتہ چھیاسٹھ سالوں میں پاکستان اور بھارت کے درمیان تین بڑی جنگیں ہوئیں اور لائن آف کنٹرول پر جھڑپیں اور سیز فائر درجنوں بار ہوا ہے۔ اس حوالہ سے پاکستان کا بھارت سے رویہ کبھی جارحانہ اور کبھی معتدل رہا اور ہم نے ہمیشہ معتدل رویے کو سراہا لیکن اس مرتبہ ہماری حکومت کا رویہ جتنا معذرت خواہانہ اور منت ترلے کا رہا وہ ہمارے لیے بہت تکلیف دہ ثابت ہوا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ بھارت کے بقول اس کے پانچ فوجی مقبوضہ کشمیر میں ہلاک ہوئے جو پاکستانی فوج نے کئی کلومیٹر مقبوضہ کشمیر میں گھس کر ہلاک کیے۔ اولاً تو یہ الزام بے بنیاد اور بے سروپا اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی فوج گزشتہ چند سالوں سے اپنے شمال مغرب میں امریکہ کی سلگائی ہوئی آگ میں جس طرح الجھی ہوئی ہے اور جھلسی جا رہی ہے اسے کشمیر کا ہوش کہاں رہ سکتا ہے اور پھر یہ کہ اس ملت فروش جرنیل نے 2004ء میں جس طرح علانیہ کشمیر کا دروازہ پاکستان پر بند کر دیا تھا اب پاکستانیوں کا اس سمت رخ کرنا تقریباً ناممکن نظر آتا ہے۔ پانچ بھارتی فوجیوں کو ہلاک کرنا ان کشمیری مجاہدوں کا کارنامہ ہو سکتا ہے جو اپنی آزادی کی جنگ اب خود ہی لڑ رہے ہیں۔ جن کے 1989ء سے لے کر آج تک کئی لاکھ افراد کو شہید کیا جا چکا ہے۔ سوا لاکھ نوجوان لاپتہ ہیں۔ ہزاروں عورتوں کی عصمت دری ہو چکی ہے۔ یہ ان مظالم کا ردعمل ہو گا۔ بھارتی فوجیوں کو اس ردعمل کا سامنا گاہے بگاہے کرنا پڑتا ہے۔ ان پانچ فوجیوں کا واویلا بھارت اس لیے زیادہ کر رہا ہے کہ یہ

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

20 تا 26 اگست 2013ء — جلد 22
10 تا 16 شوال المکرم 1434ھ — شمارہ 33

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

واقعہ کنٹرول لائن کے قریب ہوا ہے اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے کا طوفان اٹھانے کا موقع بھارت کو خدا دے۔

پاک بھارت تعلقات کے حوالہ سے اگرچہ ہمارے نئے نئے وزیراعظم کچھ سننے کو تیار نہیں، اس کے باوجود ہم بعض حقائق ان کے گوش گزار کرنا چاہیں گے لیکن اس سے پہلے میاں نواز شریف کے ان خیالات کو جن کا انہوں نے سیفما کے پلیٹ فارم سے اظہار کیا تھا قارئین کے سامنے دہرانا ضروری ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا تھا پاکستان اور بھارت کے عوام سماجی سطح پر ایک جیسے ہیں ان کی زبان' لباس اور بودو باش ایک جیسی ہے، ان کی ثقافت ایک ہی ہے' یہ صدیوں اکٹھے رہے ہیں' ان کی عادات اور طور طریقے ایک جیسے ہیں۔ میاں صاحب کے شیدائی انہیں قائداعظم ثانی کہتے ہیں۔ ہم میاں صاحب کے مذکورہ خیالات کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ قائداعظم اول کے بعض فرمودات اپنے الفاظ میں عرض کیے دیتے ہیں۔ قائداعظم اوّل فرماتے ہیں: ہندو اور مسلم دو الگ الگ قومیں ہیں' حالات اور تجربہ نے بتایا ہے کہ یہ کسی صورت اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ان کی کوئی شے مشترک نہیں ہے سماجی سطح پر ان کی روایات متضاد ہیں۔ ان کی ثقافت، ان کا طرزِ زندگی مختلف ہے۔ یہ مل کر ایک جگہ پانی بھی نہیں پی سکتے۔ بودوباش خوردونوش سب الگ الگ اور مختلف ہے۔ اور قائداعظم اوّل نے کیا خوب بات کہی کہ ہندو گائے پوجتا ہے اور مسلمان گائے کھاتا ہے۔ گویا مسلمان ہندو کے خدا کو کھا جاتا ہے۔

ہمارے حکمرانوں کو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ زمین کے جس ٹکڑے کو ہم نے ہندوستان سے الگ کر کے پاکستان بنایا ہے ہندو اسے دھرتی ماتا کے ٹکڑے کرنا کہتا ہے۔ اسی وجہ سے مہاتما گاندھی نے کہا تھا ''پاکستان میری لاش پر بنے گا''۔ مسئلہ پاکستان اور بھارت کے درمیان پیدا ہونے والے ایشوز کا نہیں ہے، مسئلہ پاکستان کے وجود کا ہے۔ بال ٹھاکرے صاف کہتا تھا کہ ہمیں پاکستان کا وجود قبول نہیں ہے۔ ہندو سیاست دانوں نے خصوصاً کانگریسی لیڈروں نے ہمیشہ منافقت سے کام لیا۔ زبان سے پاکستان کے وجود کو قبول کرتے ہیں، عملاً اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ کیا انڈیا آبی جارحیت سے پاکستان کی زمینوں کو بنجر نہیں کر رہا اور ہمیں بھوکا مارنے کے درپے نہیں ہے۔ میاں صاحب اظہار محبت کر رہے ہیں اور بھارت کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چناب اور ستلج کا پانی بغیر اطلاع دیے اور بے ہنگم انداز میں چھوڑتا ہے اور پاکستانی پانی میں ڈوب جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ پانی کا چھوڑنا اور کس انداز میں چھوڑنا ایک فون کال پر طے کر کے پاکستانیوں کے جان و مال کو ڈوبنے سے بچا سکتا ہے جس پر صرف ایک فون کال کا خرچہ آئے گا۔ بھارت اتنا ہی پانی چھوڑے جتنا وہ چھوڑنا چاہے لیکن قبل از وقت اطلاع اور مراحل طے کرنے سے پاکستان بہت بڑے نقصان سے بچ سکتا ہے۔ اِس طرح کی اطلاع ؟ دینا سندھ طاس معاہدہ کا بھی تقاضا ہے۔ لیکن جب ذہن میں ہونی کو انہونی کر دینا سما جائے تو فرد ہو یا ریاست دشمنی اندھا کر دیتی ہے۔ ہم اصرار کے ساتھ اپنے حکمرانوں کی خدمت میں عرض کریں گے کہ پاکستان کو بھارت سے ایشوز پر اختلاف ہے مثلاً کشمیر' پانی کا مسئلہ اور سیاچن وغیرہ، لیکن پاکستان کا وجود بھارتیوں کے مذہب اور ایمان کی نفی ہے۔ پاکستان کا تصور جس طرح مہاتما گاندھی کے سینے پر سانپ بن کر لوٹتا تھا آج بھی ہندوؤں کی عظیم اکثریت اسی کیفیت میں ہے۔ پاکستان کا نام سن کر ان کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ پھر یہ کہ ہمیں یہ بھی سمجھنا ہوگا کہ جنگ تو یکطرفہ طور پر مسلط کی جاسکتی ہے جیسے امریکہ نے ویت نام' افغانستان اور عراق وغیرہ پر مسلط کی، امن کبھی یکطرفہ طور پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ یہ فریقین کی رضامندی اور دلی خواہش سے ہی ممکن ہے۔ یاد رکھیے، جس قدر قوت جنگ کے لیے درکار ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ قوت امن قائم کرنے کے لیے لازم ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ ''امن چاہتے ہو تو جنگ کے لیے تیار رہو''۔ امن کبھی بھیک میں نہیں ملتا۔ دشمن آپ کی قوت کا اندازہ کر کے خود امن کی پیشکش کرتا ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں، اگر پاکستان ایٹمی قوت نہ ہوتا تو ممبئی سانحہ کے بعد بھارت کسی صورت پاکستان کو نہ بخشتا۔ ہم کسی صورت جنگ کے خواہش مند نہیں، لیکن پروقار اور باعزت امن کے خواہاں ہیں، جو منت سماجت سے نہیں، قوت سے حاصل ہوگا۔ ہمارے غلط طرزِ عمل کا نتیجہ ہے کہ گاؤ پرست گاؤ خور کو للکار رہا ہے۔

بیابہ مجلس اسرار

جاگیرداری نظام کا خاتمہ کیسے ہو؟

حضرت عمر فاروق ؓ کے اجتہاد کے مطابق جو علاقے کسی بھی وقت مسلمانوں نے بزورِ شمشیر فتح کئے ہوں ان کی زمینیں قیامت تک کے لئے خراجی قرار پاتی ہیں۔ پاکستان کی اکثر و بیشتر اراضی بھی خراجی ہیں۔ پاکستان کی زمینیں کسی شخص کی ملکیت نہیں ہیں، کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہیں۔ یہ جاگیریں جو جاگیرداروں کے پاس ہیں، انگریز حکمرانوں نے اپنے حواریوں اور کاسہ لیسوں کو مسلمانوں سے غداری کے عوض انعام میں دی تھیں، لہٰذا جاگیرداروں اور زمین داروں کا حقِ ملکیت ازخود ساقط ہو جاتا ہے۔ نظامِ خلافت میں ہمیں ایک نیا بندوبست اراضی تشکیل دینا ہوگا، تاکہ زمین کے سینے کو چیرنے والے اور اس میں اپنا خونِ جگر دینے والے کاشتکار کو بھی اس کی محنت کا معاوضہ مل سکے! یہ کاشتکار، یہ کسان، یہ ہاری سب کے سب حیوانوں کی سطح پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ کبھی کمیونزم کے سرخ سویرے کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی کوئی دھوکہ باز کوئی اور سبز باغ دکھا کر انہیں اپنے پیچھے لگا لیتا ہے۔ اس معاملے میں بھی اصل جرم ہمارا ہے کہ اسلام نے جاگیرداری نظام کے خاتمے کا جو حل دیا ہے، اسے ہم اختیار نہیں کرتے، لہٰذا یہ لوگ پھر چاروناچار کسی دوسرے ''ازم'' کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ بہرحال جاگیرداری کا سدِ باب حضرت عمرؓ نے اپنی بے پناہ بصیرت کی بناء پر کر دیا تھا اور آج بھی اسی اجتہاد کو بنیاد بنا کر ہم موجودہ زمینداری نظام کو ختم کر سکتے ہیں۔

یوم آزادی، نظریۂ پاکستان اور خود احتسابی

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے ایک خطاب سے ماخوذ تحریر

چند دن پہلے قوم نے سڑسٹھ واں یوم آزادی منایا۔ چھیاسٹھ سال کا عرصہ ایک قوم کے لئے بڑا عرصہ ہے۔ دنیا میں سنجیدہ اور باوقار قومیں اِس عرصے میں اپنے استحکام کی منزل طے کر لیتی اور اہداف و مقاصد حاصل کر لیتی ہیں۔ اِس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ تلخ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ ہم چھ دہائیوں سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اپنے مقاصد اور اہداف کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

بلاشبہ آزادی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ محکومی اور غلامی ایک وبال ہے۔ یہ ایسی حالت ہے کہ اس میں انسان اعلیٰ خصائص اور اوصاف سے محروم ہو جاتا ہے۔ محکومی میں قوموں کا ضمیر سو جاتا ہے، افرادِ قوم میں جرأت و شجاعت ناپید ہو جاتے ہیں، اور ایسی خوشامدانہ ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے، جس کا حاصل حقیر ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔ اقبال نے بہت خوب کہا ہے ؎

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بیکراں ہے زندگی

ایک اور مقام پر کہتے ہیں ؎

محکوم ہے بیگانۂ اخلاص و مروت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک

افسوس کہ ہم نے آزادی کے مفہوم اور اُس کی قدر و قیمت کو نہ سمجھا۔ ہمارے ہاں جس بھونڈے اور نامناسب طریقے سے جشن آزادی منایا جاتا ہے، جس طرح کی ہلڑبازی ہوتی ہے، اُسے دیکھ کر تو یوں لگتا ہے کہ ہم نے آزادی کا مطلب مادر پدر آزادی اور تہذیب و شائستگی سے آزادی سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ یوم آزادی کا تقاضا غل غپاڑہ، ہلڑبازی، غیر سنجیدگی کے مظاہرے اور چند رسمی سیاسی بیانات نہیں، بلکہ اِس کا اصل تقاضا یہ ہے ہم نعمت آزادی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں۔ اِس دن شکرانے کے نوافل ادا کریں، اظہار تشکر کی محفلیں منعقد کریں۔ پھر یہ کہ اپنا احتساب کریں، اپنے روز و شب کا جائزہ لیں کہ آیا ہم نے قومی سطح پر اپنی ذمہ داریاں ادا کیں یا نہیں۔ اپنے طے شدہ اہداف اور بلند مقاصد کو حاصل کیا یا اُن سے پسپائی اختیار کی۔ ہم نے گزشتہ چھیاسٹھ سالوں میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ داخلی سطح پر کہاں کہاں اور کس کس سے کیا کوتاہی ہوئی، اور یہ تجزیہ کرتے ہوئے ٹھوس حقائق اپنے سامنے رکھیں۔ غلط اعداد و شمار پیش کر کے قومی ترقی، خوشحالی اور بین الاقوامی سطح پر قوم کی حیثیت اور مقام کے ضمن میں جھوٹے دعوؤں سے اجتناب کریں کہ یہ دعوے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور خود فریبی کے سوا کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ہمیں اِس بات کا بھی پوری دل سوزی سے جائزہ لینا چاہیے کہ خارجی سطح پر اپنی پالیسیوں کی تشکیل میں ہم نے کس حد تک اپنے اساسی نظریے، قومی امنگوں اور ملک و ملت کے مفادات کو پیش نظر رکھا، نیز بحیثیت قوم آج دنیا کی نگاہ میں ہماری حیثیت اور مقام کیا ہے۔ اقبال کہتے ہیں ؎

صورت شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

وہ قوم جو ہر دور میں اپنے عمل کا احتساب کرنے کی عادی ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک شمشیر کی مانند ہے، جس کے ذریعے ربِّ کائنات دنیا میں اپنی برتری اور حکمرانی کا سکہ جماتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ باطل کا قلع قمع کرنے، اُسے نیست و نابود کرنے کے لیے ایسی قوم سے کام لیتا ہے جو سچائی کی علمبردار ہو۔ ایسی قوم کا ایک اہم وصف اقبال کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ہر دور اور ہر زمانے میں اپنے عمل کا حساب کرتی ہے، اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں کا تجزیہ کرتی ہے، اپنے حالات کو بصیرت کی نگاہ سے دیکھتی اور اُن کی روشنی میں اپنے مستقبل کا لائحہ عمل طے کرتی ہے۔

ہماری قومیت کی اساس دین اسلام ہے۔ ہم نے ہندوؤں سے الگ قومیت کی بنیاد پر یہ ملک حاصل کیا تھا۔ بانیانِ پاکستان نے بجا طور پر کہا تھا کہ ہمارا مذہب، ثقافت، سماجی اقدار، رہن سہن اور طرز معاشرت الغرض کوئی بھی چیز ہندوؤں سے نہیں ملتی، لہٰذا مسلمانوں کے لئے علیحدہ خطۂ زمین ہو، جہاں وہ اپنے دین کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ ہم نے انفرادی سطح پر دین کو کتنا اختیار کیا اور اجتماعی سطح پر اِس کے عادلانہ اور منصفانہ نظام کے قیام کے لئے آیا کوئی کوششیں کیں یا اِس کے مخالف سمت اپنا سفر جاری رکھا، اور نفاذ اسلام کا مطالبہ کرنے والوں کو نشانِ عبرت بنا دیا۔ اِس پر سوچ بچار بہت ضروری ہے۔

اگر ہمیں زندہ قوم بن کر جینا ہے، تو اِس کا اوّلین تقاضا خود احتسابی ہے۔ ہم مسلمانوں کی ایک تو بحیثیت امت ذمہ داری ہے، اور وہ ہے دنیا پر دین حق کی شہادت و گواہی، اللہ کے دین کو غالب کرنا۔ ہم دنیا میں اللہ کی نمائندہ امت ہیں۔ لہٰذا اللہ نے ہمیں جو مشن دیا ہے، اُس کو پورا کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اِس حوالے سے بھی ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہے آیا یہ ذمہ داری ہم ادا کر رہے ہیں یا اِس سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ اور پھر مسلمانان پاکستان کی حیثیت سے ہمیں اِس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جس وعدے پر ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا، یعنی نفاذ اسلام، اس میں ہم کہاں تک کامیاب ہو سکے ہیں؟

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ قوم کی عظیم اکثریت بالخصوص نوجوان نسل اپنی تاریخ سے کماحقہ آگاہ نہیں۔ لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ ہم کن حالات میں آزاد ہوئے، اور اب ہمارا اصل ہدف کیا ہے۔ سورۃ الانفال کی آیت 26 میں اُن حالات کا ایک نقشہ دکھائی دیتا ہے، جن میں اللہ نے ہمیں یہ ملک عطا کیا۔ یہ آیت اگرچہ مہاجرین مکہ کے متعلق نازل ہوئی، تاہم تحریک پاکستان کے زمانے میں مسلمانانِ ہند کے احوال سے اِس آیت کے مضمون کی گہری مشابہت ہے۔

”اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُڑا (نہ) لے جائیں تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں

کھانے کو دیں تا کہ (اُس کا) شکر کرو"۔

ظاہر ہے ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں تھے، وہ اپنے ہی وطن میں بے بسی اور کمزوری کا شکار تھے۔ ہندوؤں کی اکثریت تھی اور انہوں نے انگریزوں سے گٹھ جوڑ کر رکھا تھا۔ مسلمانوں پر تعلیم، ملازمتوں اور ترقی کے دروازے بند تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کو اپنے قومی وجود اور تشخص کے مٹنے کا اندیشہ تھا۔ اسلام کو شدید خطرہ لاحق تھا۔ برصغیر سے اُس کا نام و نشان مٹانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنانے کے لئے شدھی اور سنگھٹن جیسی انتہا پسند جنونی تحریکیں چل رہی تھیں۔ اِن پُر خطر حالات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی سے نجات دلائی، اور پاکستان کی صورت میں ایک پناہ گاہ عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو ٹھکانہ دیا، جو خطۂ زمین عطا کیا، وہ ہر لحاظ سے ایک بہترین خطہ ہے۔ اس میں ہر قسم کی جغرافیائی صورتحال موجود ہے۔ اس میں پہاڑ بھی ہیں اور میدان بھی، دریا بھی ہیں، ندیاں نالے بھی ہیں، صحرا بھی ہیں اور نخلستان بھی۔ اس کا صوبہ پنجاب کا میدان دنیا کے بہترین زرعی علاقوں میں سے ہے۔ یہاں انواع و اقسام کی سبزیاں، پھل اور اناج پیدا ہوتا ہے۔ پہاڑی علاقوں بالخصوص خیبر پی کے میں وسیع رقبے پر جنگلات ہیں۔ صوبہ بلوچستان معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ تھر کے علاقے کے حوالے سے تھر پول کا بھی بہت چرچا ہے۔ یہاں اعلیٰ معیار کے کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں...... تحریک پاکستان کے زمانے میں اور پھر قیام پاکستان کے بعد اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر ہماری مدد کی۔ 65ء میں ہمیں فتح سے ہمکنار کیا۔ 71ء کی جنگ میں اگرچہ ہمارا ایک بازو ہماری نالائقیوں کے سبب ہم سے الگ ہو گیا (اور یہ اللہ اور اُس کے دین کے ساتھ بے وفائی کی سزا تھی)، لیکن جو ملک باقی بچا وہ بھی اگر انڈیا یا کسی دوسری طاقت سے محفوظ ہے تو اس لیے کہ اللہ نے ہمیں ایٹمی صلاحیت عطا کی ہے، ورنہ انڈیا کب کا ہمیں ہڑپ کر چکا ہوتا۔ بہر حال اللہ نے ہمیں معجزانہ طور پر پاکستان عطا کیا، اور اُس نے ہر قدم پر ہماری نصرت فرمائی، اس لیے تا کہ وہ دیکھے ہم نعمت پا کر اُس کا شکر کرتے ہیں یا کفران نعمت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اللہ کے انعام و احسان کی قدر کرتے، نعمت آزادی پر اللہ کا شکر بجا لاتے، اُس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے، اس کی رضا اور خوشنودی کے نصب العین کے لیے محنت کرتے۔ مگر ہم نے ایسا نہ کیا۔ ملک جس اسلامی نظریے پر حاصل کیا تھا انگریز کی غلامی سے آزاد ہو کر ہم نے اُس نظریے کے ساتھ وفاداری اور اسلامی تعلیمات کو اپنانے کی بجائے دنیا اور دولت پرستی کو اپنا شعار بنا لیا۔ اب ہمارا ایک ہی نصب العین ہے، زیادہ سے زیادہ دنیا کماؤ، ملک کو لوٹو کھسوٹو اور اپنے خرچے بھرو۔ دین کی تعلیمات اللہ، نبی کے احکام کی ہمیں کوئی پروا نہیں۔ اسلامی معاشرت، اخلاق، تہذیب و تمدن کی بجائے ہم نے ہندوانہ اور مغربی ثقافت کو سینے سے لگا رکھا ہے۔ اسی طرح ملک و قوم کا مفاد بھی کوئی شے ہے، یہ ہماری لغت میں ہے ہی نہیں۔

شکر کا دوسرا اہم ترین تقاضا یہ تھا کہ اسلام سے متصادم باطل نظام جو دورِ غلامی میں انگریز نے ہم پر مسلط کیا تھا، اُسے جڑ سے اکھاڑ کر دین حق کو قائم کرتے۔ یہ ملک اللہ نے ہمیں عطا کیا۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ یہ مسلمانوں کی جدوجہد سے حاصل ہوا ہے۔ اس میں قرآن و سنت کا نفاذ ہونا چاہیے تھا، جیسا کہ قائداعظم نے فرمایا تھا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ جو ملک بنانے چلے ہیں، اس کا دستور کیا ہوگا، تو اُن کا جواب تھا کہ ہمارا دستور 13 سو سال پہلے ہمیں دے دیا گیا یعنی قرآن پاک۔ مگر افسوس کہ اس قرآنی دستور کو ہم اب تک نافذ نہ کر سکے، بلکہ انگریز جو دستور چھوڑ کر گیا تھا، اسے مقدس گائے کی طرح سنبھال رکھا ہے۔ ہم نے اس کی پوری حفاظت کی ہے، اور غلبۂ اسلام کے راستے میں ہر ممکنہ رکاوٹ ڈالی ہے اور ہر کوشش ناکام بنانے کی سعی کی ہے۔ ہم تحریک پاکستان کے زمانے میں کہتے تھے کہ ہماری اقدار، روایات اور معاشرت ہندوؤں سے الگ ہے۔ لیکن وہ سب کچھ آج کہاں ہے؟ وہ اسلامک سوشل ویلیوز کہاں ہیں؟ آج ہم تہذیبی حوالے سے جس حال میں ہیں اُس سے تو پاکستانی اور ہندوستانی معاشرے میں ذرہ برابر فرق دکھائی نہیں دیتا۔ ہندوانہ رسومات اور بے حیائی اور فحاشی و عریانی میں ہم ہندوؤں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ کیا یہ ہے اسلامی معاشرہ جس کے لیے یہ ملک بنایا گیا تھا؟

کفران نعمت کی روش کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم تکلیف دہ صورتحال سے دوچار، مشکلات میں گھرے

پریس ریلیز 16 اگست 2013ء — **حافظ عاکف سعید**

بھارت کے جارحانہ رویے کے جواب میں ہماری حکومت کا معذرت خواہانہ رویہ قابل شرم ہے

مصری فوجی حکومت کی جانب سے اخوان کارکنوں کا قتل عام درندگی کی بدترین مثال ہے

حکومت پاکستان سفارتی ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اخوان کا قتل عام رکوائے

ہم بھارت سے پروقار اور باعزت امن کے خواہاں ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ کنٹرول لائن پر بھارتی افواج سیز فائر کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بلا اشتعال فائرنگ کر رہی ہیں جبکہ بھارتی میڈیا نے پاکستان کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا ہے اور وہ انتہائی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دونوں ممالک کو جنگ کی طرف گھسیٹ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے جارحانہ اور اشتعال انگیز رویے کے جواب میں پاکستانی حکومت نے انتہائی معذرت خواہانہ اور مدافعانہ طرزِ عمل اختیار کیا ہوا ہے جو قابل شرم اور قابل مذمت ہے۔

مصر کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مصر کی فوجی حکومت امریکہ کی شہ پر اخوان المسلمون پر جو ظلم و ستم ڈھا رہی ہے اور جس طرح قتل و غارت کا مظاہرہ کر رہی ہے ماضی قریب میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے کہا تمام مسلم ممالک خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قراردادِ مذمت منظور کر کے محض رسمی کارروائی کی ہے۔ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ تمام سفارتی ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے مصر میں اخوان کے قتل عام کو رکوائے۔ انہوں نے کہا کہ مصر کے سفیر کو وزارت خارجہ میں طلب کر کے شدید احتجاج کیا جائے اور اگر یہ قتل عام نہیں رکتا تو مصر سے سفارتی تعلقات کا ازسرِنو جائزہ لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ OIC اگرچہ غیر مؤثر ادارہ ہو چکا ہے لیکن پھر بھی اس کا اجلاس طلب کر کے تمام مسلمان ممالک کی طرف سے بھرپور دباؤ ڈالا جائے اور مصر میں مرسی کی حکومت کو بحال کرایا جائے۔ انہوں نے دعا کی کہ امت مسلمہ متحد ہو جائے تا کہ یہود و ہنود کا مقابلہ کیا جا سکے۔

جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان

ہوئے ہیں۔ ہمارے مسائل اور زبوں حالی پر وہ آیت پورے طور پر منطبق ہوتی ہے جو سورۃ النحل میں آئی ہے۔ اس آیت میں ہمیں آئینہ دکھایا گیا ہے۔فرمایا:

’’اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا۔مگر اُن لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اُن کے اعمال کے سبب اُن کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔‘‘ (آیت:112)

اللہ نے ہمیں جو ملک عطا کیا اُسے ہر قسم کے وسائل سے مالا مال کیا۔ پاکستان میں ہر قسم کے میوے، پھل، اناج، غلہ، اور سبزیاں مختلف جغرافیائی حالات ہمیں میسر ہیں۔کوئی چیز یہاں سے چلی آ رہی ہے، کوئی وہاں سے آ رہی ہے۔کہیں سے خشک میوہ جات آ رہے ہیں، کہیں سے پھل آ رہے ہیں، کہیں سے گندم اور چاول آ رہے ہیں۔لیکن اللہ کے اتنے بڑے فضل کے بعد ہم اہل پاکستان نے اللہ کے ان انعامات کی ناشکری اور دین سے بے وفائی کی۔نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھوک کا مزا چکھایا، اور خوف کا لباس اوڑھا دیا۔ آج اس ملک کے اندر یہ دونوں عذاب پورے طور پر عیاں ہیں جن کو قرآن نے نمایاں کیا، لباس الجوع والخوف۔ٹھیک ہے، ہمارے معاشرے میں 20،15 فیصد لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ جنہیں بھوک کا اندیشہ نہیں ہے، لیکن جو اَسی (80) فیصد آبادی ہے اُس کو دیکھئے، وہ کس حال میں ہے، دو وقت کی روٹی ان کے لیے کتنی مشکل ہو چکی ہے، مہنگائی کے سیلاب نے اُن کی راتوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔حال ہی میں بجلی کی قیمت میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔آٹا ہے تو وہ غریب کی پہنچ سے باہر ہے۔ دالیں اور چاول کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس کے باوجود ہے کہ پاکستان زرعی ملک ہے۔اللہ نے پاکستان کو سونا اُگلنے والی زمینیں عطا کیں مگر ہم اپنی نا اہلی کی وجہ سے زراعت کو ترقی نہ دے سکے۔ ہمارے مقابلے میں انڈیا نے اپنی زمین کے ایک ایک انچ کو قابل کاشت بنایا ہے۔ کسانوں کو جدید زرعی آلات اور مراعات دی ہیں۔ اور یوں ایک بہترین زرعی نظام متعارف کرایا ہے۔مگر ہمارے حکمران لوٹ کھسوٹ میں مشغول رہے، بھوک کے ساتھ ساتھ آج ہمیں توانائی اور بجلی کے بحران کا بھی سامنا ہے۔

دوسرا عذاب ہم پر خوف کی صورت میں ہے۔ یہ خوف کس درجے میں ہے، اس کا چند سال پہلے ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہم ایک عرصے سے پرائی آگ کے اندر کود کر اپنے ہی مسلمانوں کا خون کر رہے ہیں۔ مسلمان ہی ایک دوسرے کا گلہ کاٹ رہے ہیں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ نہ صرف فاٹا اور شمالی علاقہ جات میں بلکہ پورے ملک میں خوف اور دہشت کی فضا ہے۔ ممکنہ خودکش حملوں سے لوگ خوفزدہ ہیں۔ خوف کی یہ کیفیت ہماری اُن پالیسیوں کا ردعمل ہے جو ہم نے اختیار کی ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ ہم مسلمان ہو کر اسلام ہی کی جڑوں پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ ہم نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں صلیبی وصہیونی طاقتوں کا ساتھ دیا۔ ہم اپنے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کرتے رہے۔ ہمارے بے حمیت فوجی حکمران نے قوم کی جذبۂ ایمانی سے سرشار غیرتمند بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ڈالروں کے لالچ میں امریکہ کے حوالے کیا۔ یہ تو قومی سطح پر بے غیرتی اور بے حمیتی کی ایک مثال ہے، ورنہ نہ جانے ہم نے کتنی بیٹیوں اور بیٹوں کو ڈالروں کی خاطر امریکی درندوں کے حوالے کیا ہے۔

پرویز مشرف کے بعد زرداری سرکار پانچ سال پورے کر کے رخصت ہو گئی اور میاں محمد نواز شریف برسراقتدار آ گئے ہیں، مگر حکومتوں کے بدلنے سے کیا تبدیلی آئی ہے؟ نئی حکومت کی امریکہ کی غلامی اور ڈرون حملوں پر بے بسی دیدنی ہے۔ انڈیا کی جانب سے آبی دہشت گردی، لائن آف کنٹرول پر اشتعال انگیزی اور پاکستان پر جھوٹے الزامات کے باوجود دوستی کی تکرار برابر جاری ہے۔ ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ حالات خوفناک تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ امریکہ، انڈیا اور اسرائیل کی تکون ہمارے درپے آزار ہے، پاکستان میں انتشار اور خانہ جنگی اُن کے منصوبے کا حصہ ہے۔ یاد رکھئے، جب تک ہم اصل منزل کی طرف پیش قدمی نہیں کریں گے تب تک ہمارے حالات نہیں بدلیں گے۔ یہ بات اللہ کی سنت کے خلاف ہے۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو درست نہیں کیا، بحیثیت مجموعی قوم نے اپنا قبلہ درست نہیں کیا تو چہروں کی تبدیلی سے کسی خیر کی توقع نہ رکھیے۔ حالات کی تبدیلی کے لیے بحیثیت قوم ہمیں اپنا قبلہ درست کرنا ہو گا اور اس نظام عدل کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا ہو گی جس کا عنوان خلافت ہے۔ یہ اصطلاح خود قائداعظم نے بھی استعمال کی تھی۔ جب یہ نظام قائم ہو گا، تو اللہ کی رحمتوں اور برکات کا نزول ہو گا اور بھوک اور خوف کی کیفیت جاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں فرمایا:

’’جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے، اُن سے اللہ کا وعدہ ہے، کہ اُن کو ملک کا حاکم بنا دے گا، جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا، اور اُن کے دین کو جسے اس نے اُن کے لیے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں۔‘‘ (آیت:55)

اسی طرح نفاذ شریعت کی بدولت آسمان سے بھی برکتیں نازل ہوں گی اور زمین بھی اپنے خزانے اگلے گی۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا گیا:

’’اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر نازل ہوئیں اُن کو قائم رکھتے تو (اُن پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔‘‘ (آیت:66)

وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف بالعموم معاشی عدل اور انقلاب کی بات کرتے ہیں۔ یوم آزادی کی تقریب میں بھی انہوں نے اپنی تقریر کا اختتام بہت عمدہ اشعار پر کیا ہے۔

خوشبوؤں کا نگر آباد ہونا چاہئے
اس نظام زر کو اب برباد ہونا چاہئے
خواہشوں کو خوبصورت شکل دینے کے لئے
خواہشوں کی قید سے آزاد ہونا چاہیے
ظلم بچے جَن رہا ہے کوچہ وبازار میں
عدل کو بھی صاحب اولاد ہونا چاہئے

انہوں نے بجا طور پر کہا کہ وطن عزیز بیش بہا قربانیوں کے بعد اس لئے حاصل کیا گیا کہ یہاں عدل وانصاف کا بول بالا ہو، وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو اور ہر ایک کو یکساں حقوق حاصل ہوں۔لیکن یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہے جب اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو پورے شعور اور دلی آمادگی کے ساتھ ہر قسم کی مخالفتوں کی پروا کئے بغیر نافذ وقائم کیا جائے۔ جب تک یہ نظام نافذ اور نظام زر برباد نہ ہوگا نہ تو خوشبوؤں کا نگر آباد ہو سکتا ہے اور نہ ظلم وناانصافی کو ہی بچے جننے سے روکا جا سکتا ہے۔ عوامی خوشحالی اور فلاح کا واحد راستہ نفاذ اسلام ہے۔ ہم جب تک اسلام نافذ نہیں کرتے، ہماری آزادی بھی ادھوری رہے گی۔ ہم صحیح معنوں میں آزاد تب ہوں گے جب اپنے روشن عادلانہ نظام کو قائم کر کے لوگوں کو عدل فراہم کریں گے اور اپنی تعلیمی معاشی، سیاسی اور خارجہ پالیساں اسلام کے رہنما اصولوں کی روشنی میں تشکیل دینے کی جرأت کریں گے۔

چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان کو نیا صدر مل گیا۔ حکومت نئی ہے، صدر نیا ہے، باقی سبھی کچھ پرانا ہے، جوں کا توں ہے۔ بات یہ نہیں کہ ہم جلد باز ہیں، بات یہ ہے کہ نیا ڈرائیور گاڑی اگر انہی پرانے راستوں پر بسم اللہ اور دعا پڑھ کر چل پڑے تو کوئی معجزہ ہی نئی منزلوں، نئے حسین خوابوں کی تعبیر بن سکتا ہے!

ایم کیو ایم کے غبارے سے ہوا نکل رہی تھی۔ کراچی کے لیے نئی امید سر اٹھا رہی تھی۔ نیا صدر، نئی حکومت، نئی پالیسیاں شاید بھتہ زدہ عروس البلاد کو نئی زندگی عطا کرتیں۔ مگر امریکی دباؤ کی جگہ پوڈل دباؤ نے لے لی اور پندار کا صنم کدہ ویران کیے ہوئے ن لیگ طواف کوئے نائن زیرو کو جا پہنچی۔ زوردار بیانات، وعدے وعید سب ہوا ہوگئے۔ ایک نیا این آر او پس پردہ طے پاگیا۔ زرو جواہر بھری بوریاں کیا ہوئیں۔ برطانوی پولیس کی پھرتیاں کہاں گئیں۔ نئی ڈیل کن مقاصد، کن شرائط پر ہے؟ ہمارے حصے تو صرف ایک نئی چیز آئی ہے نئی انرجی پالیسی اور اس کے تحت نئی نکور بجلی بڑھی چڑھی قیمت۔ ایک بھتہ خوری وہ ہے جو مقامی بھتہ مافیا کے ہاتھوں ہے (اب کراچی سے چل کر لاہور، پشاور یہ صنعت آ پہنچی ہے) ایک عالمی بھتہ خور آئی ایم ایف بیانگِ دہل حکومتی سرپرستی میں عوام سے بھتہ وصول کرتی ہے۔ عوام 'بھتیائے' گئے چہار جانب سے!

برطانوی انگوٹھے تلے متحدہ سے اتحاد میں کامیابی کے بعد اب باری ہے جان کیری کی۔ پرویز کے دور نامسعود سے جاری کی گئی روایت ہے کہ جب کوئی امریکی 'بڑا' دورے پر آیا اس کی خدمت میں حسب مراتب کسی بھاری بھرکم مسلمان کی لاش ہدیتاً پیش کی گئی۔ اسے اس صلیبی جنگ کی اصطلاحات میں ہائی ویلیو ٹارگٹ (اعلیٰ صفت ایمان والا) کہا جاتا رہا۔ یہ روایت دہرائی گئی۔ کیری کی خدمت میں ڈرون حملے سے ہدف بنائے جانے والوں کی خوشخبری بطور اشتہا خیز ڈش (Appetizer) ڈنر میں پیش کی گئی۔ نیا کیا ہے؟ بڑے بڑے جلسوں میں تقاریر، پھیپھڑے پھاڑ وعدے نعرے دعوے، ڈرون بند کروائیں گے، ڈرون گرادیں گے۔ عمران خان بھی دبکے بیٹھے ہیں۔ ان وعدوں کی جگہ اب کیری کے حضور لائن حاضر ہوکر حسب سابق درخواست عدم ڈرون اور جواباً نخوت بھرا متکبرانہ انکار ہے! مکمل بے اصول سیاست، نظریۂ ضرورت، نظریۂ کرسی اصل ہے، جس کے آگے نظریۂ پاکستان میں اتنا دم خم کہاں کہ وہ ٹھہر سکے! صرف کرسی! اور پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود۔ سووہ بے تمکینی کی تلخی ہے جو رگ و پے میں اتر رہی ہے۔ عزت ووقار، پاکستان کو لوٹانے کا یہ ایک موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ چور دروازوں سے پرانے ساہوکار پھر گھسے چلے آرہے ہیں۔ اسلام پسندوں کے منہ میں تکا دینے کو یہ کہہ کر بہلایا جارہا ہے کہ نمازی صدر، نمازی وزیراعظم، نمازی چیف جسٹس! لیکن کیا کریں اقبالؒ کہہ گئے ہیں ۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

برسرزمین تلخ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا پورا نظام مملکت، نظام قانون، ملکہ برطانیہ سربراہ چرچ آف انگلینڈ کے پیچھے صف آرا ہے بحیثیت مقتدی! قبلہ مغرب میں تھا لیکن اب تو قبلہ مغرب ہے۔ قرآن، مساجد میں تلاوت کے لیے ہے، مُردوں پر پڑھنے کے لیے ہے۔ حکمرانی ہر جگہ مغرب کی ہے۔ حرابہ، (قتل وغارتگری، بھتہ خوری، ٹارگٹ کلنگ) چوری، ڈاکا زنی، شراب نوشی، بدکاری، اشاعت فحش پر آپ تلاوت آیات شوق سے فرماتے رہیں، اقامت دین ہونے کی اجازت نہیں، صرف تلاوت دین تک محدود رہیے! ورنہ ہائی ویلیو ٹارگٹ بن جائیں گے! تکبیر پڑھیے صرف مسجد کے اندر۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف) اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (اعراف) مخلوق اللہ کی ہے حکم صرف اسی کا چلے گا، عربی میں جتنی خوش الحانی سے پڑھنا چاہو پڑھ لو، قصر صدارت میں بھی پڑھ لو مگر تشریح نہ کرنا، تفسیر نہ پوچھنا، برسرزمین کبریائی، الامر، الحکم، صرف امریکہ برطانیہ کا چلے گا۔ تم تکبیر پڑھ کر بکرے، دنبے ہضم کرتے رہو، فوڈ سٹریٹیں بناؤ، رمضان کی اصل عبادت افطاری ہے، بس اسی میں مگن رہو۔ قوم خطِ غربت کے نیچے دھکیل دی، امراء کے لنگر پر سر جھکائے افطاری کھاؤ اور خوش رہو! ایسے میں جب قرآن کے تمام احکام معطل ہوں، سربراہان کا نمازی ہونے پر مطمئن ہوجانا ایسا ہے کہ ۔

قمر تسبیح پڑھتے جارہے ہیں سوئے میخانہ
کوئی دیکھے تو یہ سمجھے بڑے اللہ والے ہیں!

دنیا جس ڈھب پر جارہی ہے پاکستان اس کا ایک جزو ہے۔ یہ فتنۂ دجال ہے۔ کفر کا دجل، فریب، مکر، ریا اندھے کو بھی نظر آرہا ہے۔ فارمولا صرف ایک ہے، اسلام کو کسی صورت سر اٹھانے نہیں دینا۔ مصر، تیونس، لبنان سوڈان، یمن، سازشوں کی لپیٹ میں ہیں۔ بنگلہ دیش کی اسلام دشمنی ملاحظہ ہو۔ ترکی کے خلاف سازش سے بمشکل تمام نمٹا ہے ترک حکومت نے۔ مسلمان حکومتیں جتنا باعمل مسلمانوں کو دبائیں، مٹائیں (Crush) کریں گی اتنے خزانوں کے منہ ان کے لیے کھولے جائیں گے۔ مصر کے فراعنہ جدید نے اخوانیوں کے خون سے مصر کی سرزمین رنگین کردی ہے۔ اُن کا قصور کیا تھا یہی کہ وہ عہد دجالیت میں اللہ کی کبریائی کا اعلان کر رہے تھے۔ برما کو تھپکی دی جارہی ہے اور خون مسلم سے مکمل بے اعتنائی ہے۔ خلیجی ممالک، وہاں کے حکمران چونکہ امریکہ کو اڈے، رسد اور وسائل فراہم کررہے ہیں، لہٰذا انہیں گریٹر اسرائیل کے قیام کی خاطر جینے کی اجازت ہے، گوارا کیا جارہا ہے۔ ہر مسلم ملک میں این جی اوز، میڈیا اور سیکولر جتھوں کی مدد سے اسلام کو ابھرنے سے روکا جارہا ہے۔ شام میں بشار الاسد کی فوجیں رومیوں (صلیبی لشکروں) کی شکست کے بدلے چکاتی مسجد خالد بن ولیدؓ منہدم کرکے، مزار سیف اللہؓ تباہ کرکے امریکہ، یورپ کا دل ٹھنڈا کررہی ہیں۔ پہلے عراق اور اب شام میں امریکہ ایران کی نوراکشتی (عالمی میڈیا پر) اور درپردہ گٹھ جوڑ کھل کر سامنے آچکا ہے۔ بین الاقوامی سرحدیں کہاں ہیں؟ ایران کے پاسداران انقلاب، لبنان کی حزب اللہ، عراق کے شیعہ عسکری جتھے بشار الاسد کے شانہ بشانہ مظلوم سنی اکثریتی شامی عوام کا دفاع کرنے

والوں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ، اقوام متحدہ مہر بلب ہے۔ اس بین الاقوامی فرقہ وارانہ خونریزی کی امت پہلے ہی بھاری قیمت چکا رہی ہے۔ سرحد پار کر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے افغانستان جانا وہ گناہِ عظیم ہے جس پر قبائل تو ڈرون حملوں کی مسلسل زد میں ہیں، پاکستان خود ان کا قلع قمع کرتے جان سے گزر رہا ہے۔ اپنے ہی شہریوں کو بین الاقوامی سرحدوں کی خلاف ورزی کی بھیانک سزا دی جا رہی ہے، مگر شام میں مکمل اجازت ہے۔ دوسری جانب مصر میں پُر امن مظاہرین کو خون سے نہلایا گیا۔ ایک دن میں اڑھائی ہزار افراد صیہونیت نواز حکمرانوں کی درندگی کا نشانہ بنے ہیں۔ مظاہرے جمہوریت نے سکھائے تھے۔ جمہوری حق مسلمان استعمال کرے تو گولیاں سر اور سینے میں اتار کر دھکے مار مار کر جمہوریت سے باہر نکال پھینکا جائے۔ یہ سیکولر مغربی جمہوریت ہے، تم کشکول لیے یہاں کیا کر رہے ہو؟ دنیا بھر کے جمہوریت پسند، اسلام دوستوں کے لیے 'From Egypt with Love' یہ تحفہ خون میں نہائی لاشوں کی صورت دیا گیا ہے۔ عالمی جمہوریت مہر بلب ہے۔ مصری فوج (امریکی مدد) 1.3 بلین ڈالر کے عوض اپنے شہریوں کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے۔ مسلم فوجوں کو یہ مدد اسی لئے تو دی جاتی ہے کہ اسلام کے نام لیواؤں کو مارو بلکہ صفحۂ ہستی سے مٹا دو۔ اسرائیل کے ہاتھوں شرمناک شکست کھانے والی فوج، نہتے عوام کے مقابل کتنی بہادر ہے! مرسی کے اغوا، حبس بے جا کے بعد عقوبت خانے سے نکال کر پندرہ روزہ حراست میں لے لیا، جسے اب ایک مہینے تک کے لئے مزید بڑھا دیا گیا۔ جمہوریت مسلمانوں کے لئے ڈینگی اثر رکھتی ہے۔ شاید یہی باور کروانا مقصود ہے۔ شاید ہماری نئی حکومت یہی سب دیکھ کر پرانی تنخواہ پر کام کرنے پر راضی ہو گئی۔ تاہم آنکھوں میں آزاد، خود مختار، مسلم پاکستان کا خواب رکھنے والے یہ جان لیں کہ چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی!

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اسلام کو صفحۂ ہستی سے کیسے مٹایا جائے

مسلمانوں کو حقیقی اسلام سے دور رکھو اور اُن کی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھاؤ

غلام خیر البشر فاروقی

میں نے دوسری کتاب لے کر اس کا مطالعہ شروع کیا۔ یہ کتاب پہلی کتاب کو مکمل کرتی ہے۔ اس میں اسلامی ممالک سے متعلق نئی اطلاعات، زندگی کے مختلف مسائل میں شیعہ سنی عقائد و افکار تھے جو حکومت کی کمزوری یا طاقت کو ظاہر کرتے تھے اور مسلمانوں کی پسماندگی کے اسباب و علل وغیرہ پر گفتگو تھی۔ اس کتاب میں ان موضوعات پر بڑی سیر حاصل بحث کی گئی تھی اور مسلمانوں کے کمزور پہلوؤں یا طاقت کے ذرائع کو نمایاں کیا گیا تھا اور ان سے اپنے حق میں فائدہ اٹھانے کی تدابیر سمجھائی گئی تھیں۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی جن کمزوریوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا وہ یہ تھیں:

1- باہمی اختلافات
- الف: شیعہ سنی اختلاف
- ب: حکمرانوں کے ساتھ قوموں کے اختلافات
- ج: ایرانی اور عثمانی حکومتوں کے اختلافات
- د: قبائلی اختلافات
- ہ: علماء اور حکومت کے عہدہ داروں کے درمیان غلط فہمیاں

2 تقریباً تمام مسلمان ملکوں میں جہالت اور نادانی کی فراوانی

3 فکری جمود اور تعصب، بے عملی، روزانہ کے حالات سے بے خبری کام اور محنت کی کمی

4 مادی زندگی سے بے توجہی، جنت کی امید میں حد سے زیادہ عبادت جو اس دنیا میں بہتر زندگی کے راستوں کو بند کر دیتی ہے

5 خودسر فرمانرواؤں کا ظلم و استبداد

6 امن و امان کا فقدان، شہروں کے درمیان سڑکوں اور راستوں کا فقدان، علاج معالجے کی سہولتوں اور حفظان صحت کے اصولوں کا فقدان جس کی بنا پر طاعون یا اس جیسی متعدی بیماریوں سے ہر سال آبادی کا ایک حصہ موت کی نذر ہو جاتا ہے۔

7 شہروں کی ویرانی، آبپاشی کے نظام کا فقدان، زراعت اور کھیتی باڑی کی کمی۔

8 حکومتی دفتروں میں بدانتظامی اور قاعدے قوانین کا فقدان، قرآن اور احکام شریعت کے احترام کے باوجود عملی طور پر اس سے بے توجہی۔

9 پسماندہ اور غیر صحت مندانہ اقتصاد، پورے علاقے میں عام غربت اور بیماری کا دور دورہ

10 صحیح تربیت یافتہ فوجوں کا فقدان، اسلحہ اور دفاعی ساز و سامان کی کمی اور موجودہ اسلحوں کی فرسودگی۔

11 عورتوں کی تحقیر اور ان کے حقوق کی پامالی۔

12 شہروں اور دیہاتوں کی گندگی، ہر طرف کوڑے کرکٹ کے انبار، سڑکوں، شاہراہوں اور بازاروں میں اشیائے فروخت کے بے ہنگم ڈھیر وغیرہ۔

(بالکل ٹھیک تجزیہ کیا گیا تھا کہ یہی مسلم اقوام کے زوال کے بنیادی اسباب ہیں)

مسلمانوں کے ان کمزور پہلوؤں کو گنوانے کے بعد کتاب نے اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا تھا کہ شریعت اسلام کا قانون مسلمانوں کے برعکس اس طرز زندگی سے رتی برابر بھی میل نہیں کھاتا لیکن یہ بات ضروری ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی روح سے بے خبر رکھا جائے اور انہیں حقائق دین تک نہ پہنچنے دیا جائے۔

اس کے بعد کتاب نے بصورت فہرست ان اوامر و احکامات کی طرف بھی اشارہ کیا تھا جو دین اسلام کے اصول و مبانی کو ظاہر کرتے تھے اور ان کی صورت یہ تھی:

1 وحدت، دوستی اور بھائی چارہ کی تاکید اور تفرقہ سے دوری۔

2 تعلیم و تربیت کی تاکید

3 جستجو اور ابتکار کی تاکید
4 مادی زندگی کو بہتر بنانے کی تاکید
5 زندگی کے مسائل میں لوگوں سے رائے مشورے کی تاکید
6 شاہراہیں بنانے کی تاکید
7 حدیث نبوی کی بنیاد پر تندرستی اور معالجہ کی تاکید
علوم کی چند قسمیں ہیں:
ا: علم فقہ، دین کی حفاظت کے لئے
ب: علم طب، بدن کی حفاظت کے لئے
ج: علم نحو، زبان کی حفاظت کے لئے
8 آبادکاری کی تاکید
9 اپنے کاموں میں نظم و ترتیب۔
10 معاشی استحکام کی تاکید
11 جدید ترین اسلحہ اور جنگی ساز و سامان سے لیس فوجی تنظیم کی تاکید۔
12 عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور اس کے احترام کی تاکید
13 صفائی اور پاکیزگی کی تاکید

ان اوامر کے تذکرہ کے بعد کتاب اپنے دوسرے باب میں اسلام کے طاقت و قوت کے سرچشموں اور مسلمانوں کی پیشرفت کے اسباب پر روشنی ڈالتی ہے اور انہیں تباہی سے دوچار کرنے کے لئے ترقی کی راہوں کے خلاف اقدامات کو نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کا نقطہ آغاز قرار دیتی ہے اور وہ ترقی کی راہیں یہ تھیں:

1 رنگ و نسل، زبان، تہذیب و تمدن اور قومی تعصبات کو خاطر میں نہ لانا۔
2 سود، ذخیرہ اندوزی، بدعملی، شراب اور سور کے گوشت وغیرہ کی ممانعت
3 ایمان و عقیدہ کی بنیاد پر علمائے دین سے شدید محبت اور وابستگی
4 موجودہ خلیفہ کی نسبت عامۃ المسلمین کا احترام اور یہ عقیدہ کہ وہ پیغمبر کا جانشین اور اولی الامر ہے، جس کی بنا پر معروف کی شرط کے ساتھ اس کے احکامات کی بجا آوری خدا اور رسول ﷺ کے احکامات کی بجا آوری ہے
5 کفار کے خلاف وجوب جہاد
6 غیر مسلموں کی ناپاکی پر مبنی اہل تشیع کا عقیدہ
7 تمام ادیان اور مذاہب پر اسلام کی بالادستی کا اعتقاد
8 اسلامی سرزمین پر یہودی اور نصرانی عبادت گاہوں کی تعمیر کے بارے میں شیعہ حضرات کی ممانعت
9 جزیرۃ العرب سے تمام یہودیوں اور نصرانیوں کے انخلاء پر اکثر مسلمانوں کا اتفاق
10 اشتیاق کے ساتھ نماز، روزہ اور حج کے فرائض کی انجام دہی میں مداومت
11 خمس کی ادائی کے بارے میں اہل تشیع کا عقیدہ اور علماء کی طرف سے مستحقین میں اس رقم کی تقسیم
12 ایمان و اخلاص کے ساتھ اسلام کے دینی عقائد سے دلچسپی
13 گھریلو استحکام کے بنیادی مقصد کے ساتھ بچوں اور نوجوانوں کی روایتی تعلیم و تربیت اور بچوں کے ساتھ والدین کے دائمی ارتباط کی ضرورت و اہمیت کا رجحان
14 عورتوں کو پردہ کی تاکید جو انہیں غیر شرعی روابط اور بدعملیوں سے روکتی ہے
15 نماز جماعت کا وجوب اور ہر جگہ کے لوگوں کا دن میں کئی مرتبہ ایک مسجد میں اکٹھا ہونا۔ (جو اخوت اسلامی کا مظہر ہے)
16 پیغمبر اسلام، اہل بیت، علماء اور صلحاء کی زیارت گاہوں کی تنظیم اور ان مقامات کو ملاقات اور اجتماع کے مراکز قرار دینا
17 سادات کا احترام اور رسول اکرم ﷺ کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ابھی زندہ ہیں اور درود و سلام کے مستحق ہیں
18 شیعوں کی طرف سے عزاداری کا انعقاد خاص طور پر محرم اور صفر کے عظیم اجتماعات اور ان میں علماء وذاکرین کی منظم تقریریں جو یقیناً مسلمانوں کے ایمانی استحکام میں ایک ناقابل انکار اثر چھوڑ جاتی ہے اور انہیں نیک چال چلن پر ابھارتی ہیں
19 اسلام کے اہم اصولوں کے عنوان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب
20 شادی بیاہ، کثرت اولاد، تعدد ازدواج کا مستحب ہونا
21 کافروں کی ہدایت پر اتنا زور کہ اگر کوئی کسی کافر کو مسلمان کرے تو یہ کام اس کے لئے تمام دنیا کی دولت سے مفید ہوگا
22 نیک عمل انجام دینے کی اہمیت: ''جو کوئی کسی نیک عمل کی پیروی کرے گا اس کے لئے دو جزائیں مخصوص ہیں: ایک اس نیک عمل کی نیت کی جزا اور دوسری اس نیک عمل کو انجام دینے کی جزا
23 قرآن و حدیث کا بے انتہا پاس و احترام اور ثواب آخرت کے لئے ان پر عمل پیرا ہونے کی شدید ضرورت۔ (جاری ہے)

مرکز تنظیم اسلامی کی پیش کش
امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ
یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم
کا
مرکزی خطاب جمعہ
جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے
اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سن سکتے ہیں
آڈیو کیسٹ کے ساتھ ساتھ
آڈیو سی ڈی میں بھی دستیاب ہے
ممبر بنیں اور استفادہ کریں
سالانہ ممبر شپ فیس 1000 روپے
مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں
نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔
تنظیم اسلامی
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور۔
مزید معلومات کیلئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جاسکتا ہے
فون نمبرز: 36316638/36366638 فیکس: 36313131
Email:markaz@tanzeem.org

شام کا بحران اور تیسری عالمی جنگ

بلال خان

کچھ عرصہ پہلے راقم نے ایک مضمون میں ملکِ شام کے موجودہ حالات پر تبصرہ کیا تھا۔ یہ مضمون 'بلاد الشام اور عالمی امن' کے عنوان سے ندائے خلافت میں ماہ جون کے ایک شمارے میں شائع ہوا۔ اس مضمون کا مقصد مختصر طور پر شام میں جاری خانہ جنگی کا احاطہ کرنا اور اس میں شامل فریقین کا جائزہ لینا تھا۔ مضمون کی اشاعت پر مجھے تنظیم اسلامی پاکستان کی جانب سے ایک مراسلہ موصول ہوا، جس میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب سے ملاقات کی دعوت دی گئی تھی۔ ملاقات کا مقصد شام کے حالات، فریقین کے اہداف اور خانہ جنگی کے ممکنہ نتائج پر تبادلہ خیال کرنا تھا۔ اس ملاقات میں تنظیم اسلامی کے تھنک ٹینک سے وابستہ چند افراد بھی موجود تھے۔ نمازِ مغرب سے نمازِ عشاء تک جاری رہنے والی اس ملاقات میں شام کے حالات پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ بعد ازاں مجھے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنے محدود علم کے مطابق شام کے حالات اور ممکنہ نتائج کو تفصیل سے قلم بند کروں۔ زیر نظر مضمون اسی خیال سے قلم بند کیا گیا ہے۔ (مرتب)

پاکستانی میڈیا کے ذریعے شام کے تفصیلی حالات ہم تک نہیں پہنچ پا رہے جبکہ مغربی میڈیا متضاد قسم کی خبریں پھیلا کر گمراہ کر رہا ہے۔ یوں بھی میڈیا کا اصل مقصد سنسنی خیزی اور گمراہی سے منافع کمانا ہے۔ یہی ان کا اصل ایجنڈا اور کاروبار ہے کہ صحیح حالات لوگوں تک نہ پہنچ پائیں اور جو حالات پہنچیں وہ گڈمڈ ہوں، تاکہ لوگ گمراہ ہوں اور خود پر شک کرنے لگیں، جیسا کہ آج بعض مسلمان اسلام کے بارے میں شرمندہ ہیں اور صفائیاں دیتے نظر آتے ہیں۔ حالاتِ حاضرہ پر تحقیق کرنے کے لئے ضروری ہے کہ محقق مختلف ذرائع سے ملنے والی خبروں اور رپورٹوں کا تاریخ، منطق، مذہب اور حالات حاضرہ کے آئینے میں جائزہ لے اور تب کوئی رائے قائم کرے۔ میرے نزدیک سیاست کبھی بھی معاشیات اور مذہب کے اثرات سے خالی نہیں ہوئی۔ اسلام تو مکمل ضابطہ حیات ہے ہی، وہ ممالک بھی جو سیکولر ہونے کے دعویدار ہیں درحقیقت انتہائی مذہبی (بلکہ متعصب) ہیں۔ ہندوستان اس کی ایک واضح مثال ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگون پر حملہ ہوا تو اس منظر کو ٹی وی پر دیکھتے ہوئے مجھے فوری طور پر یہ احساس ہوا تھا کہ ضرور کسی مسلمان ملک کی شامت آ گئی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تاریخ ہے۔ شامت اس ملک کی آئی جہاں عالم اسلام میں صدیوں کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کی جا رہی تھی۔ کیا وہ کوششیں نقص سے پاک تھیں؟ شاید نہیں۔ لیکن کیا وہ شیطان اور ہم فرشتے تھے؟ کیا ہر انسان خطا کا پتلا نہیں؟ لیکن خطاؤں کے ان افغان پتلوں کو جس بے رحمی کے ساتھ باندھ کر وحشی درندوں کے آگے ڈالا گیا، یہ انسانی تاریخ کا نہایت شرمناک باب ہے۔

11 ستمبر کے حملوں سے متعلق جو کچھ امریکی میڈیا اور امریکی حکومت نے کہا اسے میرے ذہن نے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ان کی باتوں اور بیانات میں تضادات اور مکر و فریب واضح جھلکتا تھا۔ لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ ان حملوں کے بارے میں تفصیلی تحقیق کروں۔ اس تحقیق کا نتیجہ ایک ریسرچ پیپر کی صورت میں میرے قلم سے تحریر ہوا۔ بعد میں خود بے شمار مغربی محققین نے امریکی جھوٹ کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ آج بھی امریکہ میں ایسی تنظیمیں اور ادارے موجود ہیں جو 11 ستمبر کی از سر نو آزادانہ تحقیقات چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں آزاد سائنسدانوں اور انجینئرز کی تحقیقاتی رپورٹیں انٹرنیٹ پر بکثرت دستیاب ہیں جو امریکی سفید جھوٹ کو آشکار کر دیتی ہیں۔ چونکہ مغربی حکومتیں اپنے جھوٹ کا پول نہیں کھولنا چاہتیں، اس لیے ان رپورٹوں کو سازشی سوچ (Conspiracy Theory) کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ امریکہ نے عراق کے متعلق بھی جھوٹ بولا کہ وہاں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار موجود ہیں۔ لہٰذا اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ان جھوٹے لوگوں نے 11 ستمبر کے حملوں اور افغانستان کے متعلق سچ بولا ہوگا؟

11 ستمبر کے حملوں کے بعد میں نے جس تحقیق کا آغاز کیا، اس دوران میں مجھے مسلمان اور غیر مسلمان دونوں قسم کے صحافیوں، مصنفین اور محققین کی تحریروں، رپورٹوں اور کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا۔ بالآخر کار میں نے سال 2006ء میں ایک کتاب تحریر کی جس کا عنوان ''Pakistan at the Crossroad:Die Now or Die Late'' تھا۔ وسائل اور تعلقات کی کمی کے باعث میں اس کتاب کو شائع تو نہ کروا سکا، لیکن اس کے کچھ مضامین پاکستانی صحافی عابد اللہ جان صاحب کے تھنک ٹینک نے شائع کیے۔ کچھ مضامین بعد میں ندائے خلافت نے دوبارہ شائع کیے۔ اس کتاب میں جس نتیجے پر پہنچا وہ یہ تھا کہ امریکہ کا اصل ایجنڈا صرف افغانستان نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کی سالمیت، بقا اور اُس کی چین سے قربت بھی اُس کا ہدف ہے۔ امریکہ نے ہمیں 'ساتھ دو ورنہ مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ' کی آپشن نہیں دی تھی بلکہ اصل آپشن 'ابھی مرجاؤ یا کچھ عرصے بعد مرجانے کو تیار رہو' کی دی تھی، کیونکہ ان کے پالیسی ساز جانتے تھے کہ پاکستان کے افغان پالیسی پر یوٹرن لینے، مولوی حضرات کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کرنے، امریکہ کو خاموشی سے فوجی اور جاسوسی اڈے بنانے کی اجازت دینے اور طالبان کی کابل کے اقتدار سے بے دخلی کا خمیازہ خود پاکستان کو بھگتنا پڑے گا۔ اس کے بعد جو کچھ پاکستان میں ہوا اور ہو رہا ہے، یہ ہمارے سامنے ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ افغانستان میں صرف طالبان ہی پاکستان کے خیر خواہ تھے۔ 2001ء سے پیچھے چلے جائیں تو آپ کو پاکستان کی مغربی سرحد اور شمالی مغربی علاقوں میں مکمل امن نظر آئے گا۔ طالبان کے کابل میں ہوتے ہوئے ہمیں اپنی مغربی سرحد کی کبھی فکر نہیں ہوئی۔ آج بھی ملا محمد عمر مجاہد کے بہت سے احکامات اور بیانات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے ناروا سلوک کے باوجود وہ اپنے دل میں ہمارے لئے کوئی بغض نہیں رکھتے۔ بے شمار مواقع پر

ملا محمد عمر نے 'پاکستانی طالبان' کہلانے والوں کو تنبیہ کی کہ پاکستانی عوام سے لڑنا کوئی جہاد نہیں ہے، جس کو جہاد کا شوق ہے افغانستان آئے۔ حال ہی میں اسی طرح کی ایک تنبیہ اس پس منظر میں دوبارہ کی گئی ہے کہ بہت سے نام نہاد پاکستانی طالبان اغوا برائے تاوان اور دیگر جرائم میں ملوث ہیں، جس پر ملا عمر نے ان کو دھمکی دی کہ یا تو اپنی حرکات سے باز آجائیں یا طالبان کا نام استعمال کرنا ترک کر دیں، ورنہ ان کے خلاف نورستان اور کنڑ میں آپریشن کیا جائے گا۔ یہ آپریشن محدود پیمانے پر ہوا بھی ہے۔ پاکستانی طالبان کی طرف سے تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان احسان اللہ احسان کی معزولی بھی دراصل ان کے افغان طالبان مخالف بیانات کی وجہ سے کی گئی تھی، جس کا مقصد ملا محمد عمر کو راضی کرنا تھا۔

دوسرا نتیجہ جو میں نے گہری تحقیق کے بعد اخذ کیا وہ یہ تھا کہ ہم مسلمانوں کو بنیاد پرست اور شدت پسند کہنے والے امریکی خود انتہائی متشدد اور جنونی عیسائی ہیں۔ ان لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ انسانیت کی آخری جنگ جلد ہونے والی ہے۔ امریکی مصنفین کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد ماسوائے جان ایف کینیڈی کے تمام امریکی صدور کا تعلق اسی متشدد اور مذہبی جنونی عیسائی فرقے سے ہے جو کہ Dispensationalist یا Born Again Christian کہلاتا ہے اور سیاسی اصلاح میں Neo-Conservative کے نام سے معروف ہے۔ شاید کینیڈی کو اسی لئے قتل کر دیا گیا کہ اُسے ان مذہبی جنونیوں کے ایوانوں میں برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس متعصب فرقے کے خیالات رچرڈ نکسن، رونالڈ ریگن اور جارج بش سینئر کے خیالات سے عیاں ہیں۔ جبکہ بش جونیئر تو ان سے بھی کئی قدم آگے ہے، جس نے نام نہاد 'دہشت گردی کے خلاف جنگ' کو صلیبی جنگ کا نام دیا اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ خدا سے براہِ راست ملنے والے احکامات کے تحت افغانوں پر بمباری کرا رہا ہے۔

Dispensationalists آج شمالی امریکہ میں عیسائیت کا سب سے بڑا اور سب سے با اثر فرقہ ہے۔ ان کے چرچوں، تعلیمی اداروں، اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی چینلز کا ایک وسیع نیٹ ورک ہے۔ یہ اسرائیل کے لیے باقاعدگی سے چندہ جمع کرتے اور اسے عطیہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ امریکی سیاست میں انتہائی منظم اور طاقتور ہیں۔ ان کے امریکی سیاست میں طاقت کے اصل محور 'AIPAC' (American Israel Public Affairs Committee) سے انتہائی قریبی تعلقات ہیں۔ اس فرقے کا نظریہ یہ ہے کہ دنیا عنقریب ختم ہونے والی ہے، جلد عیسیٰ بن مریمؑ دنیا میں واپس آکر ہیکل سلیمانی (جو ان کے بقول اس وقت تک دوبارہ تعمیر ہو چکا ہوگا) میں تختِ داؤدیؑ پر بیٹھ کر ساری دنیا پر حکومت کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں جلد واپس آنے کے لیے تین کام ہونے اشد ضروری ہیں۔ پہلا یہ کہ یہودی ارضِ مقدس واپس چلے جائیں، دوسرا یہ کہ تاریخی ریاست اسرائیل (Kindom of Israel) دوبارہ قائم ہو، اور تیسرا یہ کہ مسجد اقصیٰ کو گرا کر اس کی جگہ ہیکل سلیمانی پھر سے تعمیر ہو، کیونکہ وہیں سے ان کے بقول حضرت عیسیٰؑ کو دنیا پر حکومت کرنی ہے۔ نیو کنزرویٹو کے ان نظریات کو جاننے کے بعد امریکہ کی اسرائیل سے اندھی محبت کی وجہ سمجھ لینا کوئی مشکل نہیں۔

امریکہ کا اصل ایجنڈا صرف افغانستان نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کی سالمیت، بقا اور اُس کی چین سے قربت بھی اُس کا ہدف ہے

یہودیوں کے بقول تاریخی سلطنت اسرائیل میں موجودہ شام، اردن، لبنان، فلسطین اور اسرائیل مکمل طور پر شامل ہیں جبکہ عراق، سعودی عرب، مصر اور ترکی کا کچھ علاقہ بھی ان کے دعویٰ میں شامل ہے۔ آج کے عرب دنیا کے حالات کو سمجھنے کے لیے اس جغرافیے کو ذہن میں رکھنا بے حد ضروری ہے۔ مغربی تجزیہ نگاروں اور محققین کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ عالم اسلام کے خلاف یہودیوں، بنیاد پرست متعصب عیسائیوں اور ان امریکی پالیسی سازوں کا جو دنیا پر امریکہ کی بالا دستی قائم رکھنا چاہتے ہیں اشتراک ہو چکا ہے۔ عالم اسلام میں ان کی مداخلت بظاہر اسلامی دنیا کے وسیع معدنی وسائل پر قبضہ کے لئے ہے، اسی طرح روس اور چین پر اپنی بالا دستی قائم رکھنا بھی اُن کے پیش نظر ہے۔ لیکن درونِ خانہ اس مداخلت کے پیچھے مذہبی جنونیت کارفرما ہے۔ سارا ابلیسی کھیل گریٹر اسرائیل کے قیام کے لئے کھیلا جا رہا ہے۔

مسلمان تو آخری زمانے کے حالات اور اس بارے میں حضور اکرم ﷺ کی پیشینگوئیوں سے غافل ہیں، لیکن یہودی اس بارے میں اچھی طرح باخبر ہیں اور اس بارے میں انہوں نے پوری تحقیق کر رکھی ہے۔ افغانستان انہیں کیوں کھٹکتا ہے؟ اُس پر امریکی قبضے کا منصوبہ 1990ء کی دہائی میں ہی بن گیا تھا، لیکن اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے ڈراما نائن الیون کی صورت میں 2001ء میں رچایا کیونکہ اب بات اسلامی نظام کی صورت میں بالکل ناقابل برداشت ہو گئی تھی۔ یہودی اور متعصب عیسائی یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ آخری زمانے میں مسلمانوں کی طرف سے سب سے بڑی اور کامیاب مزاحمت خراسان (یعنی افغانستان، پاکستان اور وسطی ایشیا) اور یمن سے ہوگی۔ اور خراسان سے مزاحمت ان گمشدہ اسرائیلی قبائل کی طرف سے ہوگی جو آخری زمانے میں مسلمان ہوں گے۔ یہودی محققین اس بات کی تحقیق کر چکے ہیں کہ پاکستانی اور افغان پٹھان ہی وہ گمشدہ قبائل ہیں۔ اس سلسلے میں انڈیا کے شہر ممبئی میں اسرائیلی حکومت کے مالی تعاون سے چلنے والے ریسرچ سنٹر پشتون ڈی این اے پر ریسرچ مکمل کر چکے ہیں۔ یہودی یہ بھی جانتے ہیں کہ پٹھان دین سے بے حد رغبت رکھتے ہیں، اور یہی دین سے محبت طالبان پر حملے کی بنیادی وجہ بنی۔ علامہ اقبال کی ان معاملات پر بڑی گہری نظر تھی۔ اسی لئے انہوں نے فرمایا تھا۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
ملا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

میرا قیاس ہے کہ ان معاملات کو روزنامہ نوائے وقت کے مدیر اعلیٰ محترم مجید نظامی صاحب بھی بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نوائے وقت کے اندرونی صفحے پر 11 ستمبر 2001ء کے بعد سے علامہ اقبال کے یہ الفاظ آج تک روزانہ لکھے جاتے ہیں: افغان باقی کہسار باقی، الحکم اللہ الملک اللہ (جاری ہے)

☆☆☆

رمضان ٹرانسمیشن: دین کے ساتھ ایک سنگین مذاق

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی

رضوان الرحمٰن رضی (صحافی، دانشور)

پروفیسر غالب عطا (فیکلٹی ممبر انسٹی ٹیوٹ آف ایڈمنسٹریٹو سائنسز، پنجاب یونیورسٹی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: نبی کریم ﷺ نے افطار سے قبل روزہ دار کو دعا کی تلقین فرمائی ہے۔ رمضان کی مبارک ساعتوں اور دعا کی قبولیت کے اوقات میں ہمارے ٹی وی چینلز پر مخلوط محافل کا انعقاد ہوتا رہا اور نیلام گھر طرز کی افطار ٹرانسمیشن پیش کی جاتی رہیں۔ کیا یہ انداز اسلام کی روح کے مطابق اور دین کی خدمت ہے؟

غالب عطا: آج کل سوشل میڈیا پر اس اہم ایشو پر گفتگو شروع ہو چکی ہے۔ ٹی وی چینلز پر ماہِ رمضان میں جس طرح کے پروگرام نشر ہوئے، اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومتی سطح پر اسلام سے بیزاری کا رویہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ عجیب بات ہے کہ کسی ریستوران پر خوراک کے معیار کو چیک کرنے کے لیے تو چھاپہ مارا جاتا ہے، لیکن اسلام کے عقائد میں ملاوٹ کر کے ٹی وی چینلز پر جو کچھ پیش کیا گیا اور کیا جا رہا ہے اس کی روک تھام اور مانیٹرنگ کا ہمارے ہاں کوئی اہتمام نہیں ہے۔ رمضان المبارک بلاشبہ امان ہے، لیکن وہ امان قرآن حکیم کی وجہ سے بنتا ہے۔ جبکہ قرآن کی رُوح کے مطابق کوئی بھی چینل پروگرام پیش نہیں کر رہا۔ پاکستان وہ واحد ملک تھا جہاں قرآن کی طرف رغبت دلائی جا سکتی تھی، لیکن جو کچھ چینل دکھا رہے ہیں، وہ اس کے برعکس ہے۔ یہ مذہب کے نام پر گویا افیون ہے، جسے دیکھ کر لوگ سر دھنتے ہیں اور اس کے بعد خاموش ہو کر سو جاتے ہیں۔ ایک اسلامی ریاست میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اہل اسلام کا مذاق یہ کہہ کر اُڑایا جائے کہ ''ٹکا لگاؤ مسلمانو!'' یا ایسے سوال پوچھے جائیں جن کا دین و مذہب سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اس کے علاوہ ان پروگراموں میں جو حاضرین بٹھائے جاتے ہیں وہ عموماً ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو دینی تعلیمات سے دور رکھا گیا اور ریاست نے ان کی دینی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ اسلامی ریاست کی اس حوالے سے دو بنیادی ذمہ داریاں ہیں، ایک عقیدے کی حفاظت، دوسرے لوگوں میں دین اور بنیادی عقائد کی دعوت کو پیش کرنے کا مناسب طریقہ اختیار کرنا۔ اگر اسلامی ریاست اپنی یہ ذمہ داری پوری نہیں کرتی تو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: ٹی وی چینلز پر نشر ہونے والی سحر و افطار ٹرانسمیشن عوام میں بہت زیادہ مقبول ہوئیں۔ ان پروگراموں کی مقبولیت بہت زیادہ رہی ہے۔ عوام جو دیکھنا چاہتے ہیں، چینلز وہی دکھا رہے ہیں۔ قصور کس کا ہے؟

رضوان الرحمن: دنیا میں Rating کی بنیاد پر اگر فیصلے کیے جائیں تو معاملات صحیح نہیں رہ سکتے، مثلاً ان ویب سائٹس کی ریٹنگ سب سے زیادہ ہوتی ہے جو عریانی و فحاشی کے حوالے سے مشہور ہوتی ہیں۔ تو کیا اس بنیاد پر ہر ویب سائیٹ مقبولیت کے لیے یہی ہتھکنڈے استعمال کرے، ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ ٹی وی دراصل ایک سراب، ایک بصری دھوکہ ہے۔ ٹی وی پر جو کچھ نظر آ رہا ہوتا ہے، حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک ٹی وی بصری دھوکہ تھا، اب اُسے ''فکری مغالطہ' بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سال الحمدللہ عوامی سطح پر ایسے پروگراموں کے خلاف باقاعدہ فکری مزاحمت نظر آئی ہے۔ یہ تیسرا رمضان ہے کہ یہ تماشا ہر سال نئے سے نئے ورژن میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اب لوگوں کو کچھ ہوش آئی ہے کہ مذہب کے نام پر یہ کیا مذاق ہو رہا ہے۔ دنیا میں یہ مسلمہ اُصول ہے کہ اگر انجینئرنگ پر بات کرنی ہو تو انجینئر ہونا ضروری ہوتا ہے۔ طب پر بات کرنی ہو تو کوالیفائیڈ فزیشن ہوتا ہے۔ صرف مذہب ہی ایسا رہ گیا ہے کہ آج ہر شخص دین کا عالم بنا بیٹھا ہے جس کا دین و مذہب سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اگر ہم نے اس معاملے کو یہیں نہ روکا تو اگلے سال یہی صاحبان جو سحر و افطار ٹرانسمیشن کرتے رہے ہیں، ان کی شبیہیں چاند میں نکال کر دکھائی جائیں گی یعنی ان کے بت تراشے جائیں۔ دین پر بات تو اس شخص کو کرنی چاہیے جو دین کا گہرا فہم رکھتا ہو۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ہم لوگوں میں خوشیاں بانٹتے ہیں۔ خوشیاں تو میراثی اور بھانڈ بھی بانٹتے ہیں۔ تم اسلام کو بیچ کر کون سی خوشیاں تقسیم کر رہے ہو۔ ہمارے معاشرے میں سیکولرازم اتنا راسخ ہو چکا ہے کہ ایک چینل پر افطار ٹرانسمیشن پیش کرنے والی خاتون نے کچھ عرصہ قبل ڈیٹنگ پر ایک پروگرام کیا اور مختلف پارکوں میں ایسے نوجوان جوڑوں کو ایکسپوز کیا۔ اس پر معاشرے کی طرف سے اتنا سخت ردّ عمل سامنے آیا کہ چینل نے اینکر کو نکال دیا۔ یہ پروگرام غالباً ریٹنگ بڑھانے کے چکر میں اس نے پلان کیا ہوگا۔

دنیا بھر میں ریٹنگ ڈش ٹی وی کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ جب آپ ڈش ٹی وی کے انسٹرومنٹ کے ذریعے کوئی چینل لگاتے ہیں تو ڈش ٹی وی کی متعلقہ کمپنی کو پتہ ہوتا ہے کہ اس وقت ان کی فلاں ڈیوائس پر کون سا چینل دیکھا جا رہا ہے۔ انگلینڈ میں اس ڈیجیٹل سسٹم کے تحت ایک چینل ایسا بھی ہوتا ہے جس پر ناظرین بھی دیکھ سکتے ہیں کہ کس چینل کی کیا ریٹنگ ہے۔ دوسرا طریقہ Manual ہے۔ اس کے مطابق آپ کچھ افراد یا گھروں کا انتخاب کرتے ہیں۔ پاکستان میں سوا پانچ کروڑ لوگوں کی ٹی وی تک رسائی ہے جبکہ 5.2 ملین گھروں تک کیبل کے ذریعے ٹی وی پہنچتا ہے۔ فرض کیجیے، کسی ادارے نے 1200 گھر منتخب کیے، کیا 52 لاکھ گھروں کی نمائندگی 1200 گھر کر سکتے ہیں؟ اس پر مستزاد یہ کہ ان میں سے چند گھروں میں بے سوچے سمجھے فون پر رابطہ کیا جاتا ہے کہ آپ اس وقت کون سا چینل دیکھ رہے ہیں۔ یوں ایک سروے کی بنیاد پر ریٹنگ بنائی جاتی ہے۔ ہم نے ریٹنگ کے معاملے میں ''آدھا تیتر آدھا بٹیر'' والا معاملہ اختیار کر رکھا ہے۔ پاکستان میں دو ہزار میٹر لگا دیے گئے ہیں۔ ان میں 1600 میٹر کراچی میں لگائے گئے ہیں۔ پاکستان میں کل آبادی 20 کروڑ تک جا پہنچی ہے۔ کراچی کی آبادی 2 کروڑ ہے۔ کیا 10 فی صد لوگ پورے پاکستان کی نمائندگی کر سکتے ہیں، یہاں سروے کے بنیادی پیرا میٹر ہی اختیار نہیں کیے جاتے۔ کچھ میٹر شہر لاہور میں، کچھ اسلام آباد اور فیصل آباد میں ہیں۔ باقی لوگوں کی کوئی نمائندگی ہی نہیں۔ کچھ عرصہ قبل ایک بہت بڑا چینل اس ریٹنگ سسٹم کو رشوت دیتا پکڑا گیا۔ اس ریٹنگ سسٹم کو اُٹھا کر باہر پھینک دینا چاہیے۔

ریٹنگ کے اس جعلی نظام کو وہ بیمار ذہن قبول کرتے ہیں جو ذہنی طور پر اسلام سے دستبردار ہو چکے ہیں اور پاکستانی ہونے پر شرمندہ رہتے ہیں۔ یہ نسل پاکستان کی ایڈورٹائزنگ انڈسٹری میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس جعلی سسٹم کی بنیاد پر انہوں نے دین جیسے حساس معاملے کو تفریح کا حصہ بنا کر کمرشلائز کر دیا ہے۔ اسلام ہمارے ملک کی نظریاتی اساس ہے۔ اس اعتبار سے وہ ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کا جرم کر رہے ہیں۔

سوال : ٹی وی اور فلمی اداکاروں کے ذریعے دینی پروگراموں کی میزبانی کوئی بیرونی ایجنڈا ہے یا یہ کمرشلزم کا کیا دھرا ہے؟

غالب عطا : میڈیا پر موضوع بحث کو نہایت مہارت سے تبدیل کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس خاص موضوع کے بارے میں سوچنا اور غور کرنا بالکل ہی چھوڑ دیں۔ گویا انہیں مفلوج کر دیا جائے او روہ اپنے گردوپیش کے بارے میں اتنا ہی جانیں یا سوچیں جتنا میڈیا انھیں دکھانا چاہتا ہے۔ مثلاً میڈیا کے ذمہ داروں کو یہ ہدایت ہوتی ہے کہ لمبی داڑھی والوں کو منفی کردار میں پیش کیا جائے یا عبایا اور حجاب والی عورت کو نمایاں نہ کیا جائے۔ اس کا مقصد اسلام کے بنیادی شعائر سے لوگوں کو دور رکھنا ہے۔ جب عام لوگ کسی اداکار کی کہی ہوئی بات کو اسلامی تعلیمات کے طور پر لیں گے تو اس کے باقی اعمال کو بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہی سمجھیں گے۔ اس کے کہے ہوئے الفاظ اور اس کی ذات کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔ جب آپ اسلام کی تشریح کا کام ایسے لوگوں کے حوالے کر دیں گے تو اسلام کا مسخ شدہ چہرہ ہی لوگوں کے سامنے آئے گا۔

سوال : کیا پیمرا (Pemra) کی طرف سے دینی پروگراموں کے حوالے سے ٹی وی چینلز کو ضابطۂ اخلاق یا راہنمائی نہیں دینی چاہیے؟

رضوان الرحمن : پیمرا ایک ریگولیٹری اتھارٹی ہے۔ اس وقت ہمیں پیمرا کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے۔ جب پیمرا کے پاس یہ شکایات گئیں تو اس نے ایک بڑا جرأت مندانہ اقدام اُٹھایا۔ اس نے ایک رپورٹ بنا کر عدالت عظمیٰ کے سامنے پیش کی۔ عدالت نے اس سے یہ پوچھنے کی بجائے کہ یہ رپورٹ کس بنیاد پر تیار کی گئی ہے، پیمرا سے یہ کہا کہ اس آدمی کو پیش کرو جس نے یہ رپورٹ تیار کی ہے۔ حالانکہ پیمرا کی رپورٹ کی بنیاد پر ایسے چینلز کے خلاف سخت کارروائی ہونی چاہیے تھی۔ عدالت اس رپورٹ کے صحیح یا غلط ہونے کا جائزہ تو لے سکتی ہے، لیکن انوسٹی گیشن آفیسر کو کٹہرے میں بلانے کا کیا مطلب ہے؟ اس رپورٹ کو میرٹ پر دیکھا جانا چاہیے تھا۔

غالب عطا : مختلف چینل قرآن وسنت کے خلاف جو مواد نشر کر چکے ہیں، اس کے لیے تو کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ عدالت کو اس کی بنیاد پر ان چینلز کے خلاف ایکشن لینا چاہیے، اور ایسے چینلز پر بین لگنا چاہیے۔ میرے خیال میں بنیادی خرابی یہ ہے کہ ہم نے قرآن وسنت کو ملک کا قانون نہیں بنایا۔ اگر ہمارے ملک میں قرآن وسنت کا نظام نافذ ہوتا تو ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتے۔

رضوان الرحمن : اگر ان چینلز کے مواد کا صرف پیمرا کے قوانین ہی کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو ان کا آن ایئر جانا ایک جرم ہے۔ حالانکہ پیمرا کے قوانین قرآن وسنت کی روشنی میں نہیں بنے، بلکہ جاوید جبار جیسے لبرل لوگوں نے بنائے ہیں۔ یہ چینل تو اس کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ پیمرا کی رپورٹ انہی قوانین کی روشنی میں تیار کی گئی ہے۔ چینل اگر ان قوانین کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں تو خود غور کیجیے قرآن وسنت کی کس قدر سنگین خلاف ورزی ہو رہی ہوگی۔

سوال : گھر بیٹھے ٹی وی ناظرین کو آپ کیا راہنمائی دیں گے کہ وہ خلاف اسلام پروگرام نشر ہونے پر کیسے ردعمل دیں؟

غالب عطا : اصل میں یہ ایک فرد کا کام نہیں ہے کیونکہ ایک فرد زیادہ سے زیادہ کسی ادارے کو فون کر دے گا۔ ایس ایم ایس کر دے گا یا سوشل میڈیا پر اپنا احساس Share کر دے گا۔ اصل میں یہ کام ملکی اداروں کا ہے۔

رضوان الرحمن : ایک فرد پیمرا کی ویب سائیٹ پر جا کر اپنی شکایت Complaint@pemra.gov.pk پر ای میل کر سکتا ہے۔ پاکستان میں کچھ اقلیتیں مسلکی بنیادوں پر بڑے منظم انداز میں یہ راستہ اختیار کر کے بہت سے پروگراموں پر پابندی لگوا چکی ہیں۔ آپ پیمرا کے پاس تحریری شکایت لے کر جا سکتے ہیں۔ پیمرا کو عدالت میں گھسیٹ سکتے ہیں۔ آپ پیمرا کے CEO کو ای میل کے ذریعے اپنا فیڈ بیک بھیج سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس راستے کو ضرور اختیار کرنا چاہیے۔ پیمرا کے پاس جب ہزاروں افراد کا فیڈ بیک پہنچے گا تو اس کے لیے نظر انداز کرنا آسان نہ ہوگا۔

غالب عطا : میرے نزدیک قیام پاکستان اور اس معاملے کے پس منظر کو نظر انداز کر کے یہ سمجھنا کہ پیمرا کے چند سخت اقدامات کے نتیجے میں بہتری آ جائے گی درست طرزِ عمل نہیں ہے۔ افغانستان میں نائن الیون کے بعد امریکا نے حملہ کر دیا، لیکن وہ عوام کے دلوں سے اسلام کی محبت نہیں نکال سکا۔ اوباما گورنمنٹ نے بڑے غور وفکر کے بعد ''سرچ'' کے نام سے ایک آپریشن شروع کیا، جس کا مقصد مسلمانوں کا قتل عام کرنا تھا۔ لیکن انھیں اس آپریشن میں بھی بُری طرح ناکامی ہوئی۔ اس آپریشن میں ناکامی کے بعد انہوں نے ''دل اور دماغ جیتنے کی جنگ'' کے نام سے ایک آپریشن شروع کیا۔ اس جنگ کا میدان کارزار فزیکل نہیں تھا۔ یہ افکار کی جنگ ہے۔ یہ آپریشن مسلمانوں کے دینی افکار اور سیاسی نظریات کو مٹانے کی لیے کیا گیا ہے۔ اس کام کے لیے چند اینکرز کو ٹاسک دیا گیا ہے۔ یہ کام وہ صرف افغانستان میں نہیں کر رہے بلکہ پاکستان، مصر، شام، تیونس سمیت دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں کر رہے۔ یورپ کا فیس بک اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ مصر میں ایک لاکھ ستر ہزار موساد کے ایجنٹس موجود ہیں۔ وہ جب تحریر سکوائر میں لوگوں کو جمع کرتے ہیں تو کیمرہ صرف انہی پر فوکس رہتا ہے، تاکہ دنیا کو دکھایا جا سکے کہ مصر میں جدید تہذیب کے دلدادہ لوگ جو اقلیت میں ہیں اصل میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ اسی طرح ترکی میں ایک لڑکے اور لڑکی نے بس میں بیٹھ کر نازیبا حرکت کی تو ڈرائیور نے انھیں اتار دیا۔ اگلے دن یونیورسٹی کے لڑکے لڑکیاں اس بس میں سوار ہوئے اور اسے ''ڈی سکوائر'' لا کر اس میں نازیبا حرکات شروع کر دیں۔ اس کے بعد وہ اُترے اور انہوں نے کھلم کھلا ان حرکات کا اعادہ کیا تو وہاں کے اسلام پسند لوگوں نے ان کی پٹائی کی۔ جواباً سیکولر طبقے نے احتجاج شروع کر دیا اور بہانہ بنایا کہ ہم ایک پرانا ''بار'' (شراب خانہ) ختم کرنے کے حکومتی فیصلے کے خلاف جمع ہوئے ہیں۔ وہاں کے سیکولر طبقہ کو اصل میں یہ بات سخت ناگوار گزری جو ترکی کی لیڈر شپ نے کہی تھی کہ اگر ہم قانون ایک شرابی سے لے سکتے ہیں تو مذہب سے کیوں نہیں لے سکتے۔ اسلامی نقطہ نظر تو یہ ہے کہ قانون کا منبع صرف قرآن وسنت ہے جبکہ وہاں کا سیکولر طبقہ ترکی کی حکومت کا یہ ڈھیلا ڈھالا بیان قبول کرنے کو بھی تیار نہیں۔ یہی مصر میں ہو رہا ہے۔ مصر میں تحریر سکوائر کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے لاہور میں لبرٹی

چوک کی ہے۔ یہ سیاسی مرکز نہیں ہے۔ لاہور میں مال روڈ، موچی دروازہ اور مینار پاکستان سیاسی مراکز ہیں۔ مصر کے مقامی یا عالمی میڈیا نے وہ جلسے اور بینرز نہیں دکھائے جن پر لکھا تھا "Dog of U.S.A Hosni Mubarak" امت کے اندر امریکہ کے خلاف جو غبار اُٹھ رہا تھا میڈیا نے اس کو چینلائز کیا اور اسے Shape up کر کے دنیا کو یہ دکھایا کہ تحریر سکوائر میں سیکولر طبقہ مرسی حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔

رضوان الرحمن : پاکستان میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ اس وقت پاکستان میں سب سے بڑا سوشل نیٹ ورک امریکہ نے قائم کیا ہوا ہے۔ اس معاشرے میں بلیک واٹر کے لوگ جتنے اثر پذیر ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اس وقت پاکستان میں جتنی تخریبی کارروائیاں ہو رہی ہیں، ان کی تحقیقات کیوں نتیجہ خیز نہیں ہوتیں؟ کیوں یہ اپنے منطقی انجام کو نہیں پہنچتیں؟ کیوں عدلیہ کے سامنے ان کارروائیوں کے ذمہ داروں کو پیش نہیں کیا جاتا؟ وجہ یہ ہے کہ اس کے ڈانڈے کہیں اور جا کر ملتے ہیں۔ پوٹھوہار میں ایوان صدر کے زیر سایہ جو سات منزلہ کمپلیکس بن رہا ہے، ڈانڈے وہاں جا کر ملتے ہیں۔ جب تک ہم ان معاملات سے چھٹکارہ حاصل نہیں کریں گے، دشمن اسی طرح ہمارے سر پر بیٹھ کر ہمارے خلاف کارروائیاں کرتا رہے گا۔

سوال : کیا اس حوالے سے سوشل میڈیا کا کردار پاکستانی عوام کی امنگوں کے مطابق ہے؟ کیا پرنٹ میڈیا اس بارے میں کوئی کردار ادا کر سکتا ہے؟

رضوان الرحمن: سوشل میڈیا پر صرف اَسّی ہزار لوگ اس حوالے سے متحرک ہیں۔ یہ تعداد پورے معاشرے کی نمائندگی نہیں کر سکتی۔ کروڑوں لوگ جو کچھ ٹی وی پر دیکھ رہے ہیں اور ان کی جو ذہن سازی ہو رہی ہے یہ اسّی ہزار لوگ اس کا توڑ نہیں کر سکتے۔ اگر ہمارے ملک میں تھری یا فور جی ٹیکنالوجی آ گئی اور ہر موبائل ٹی وی بن گیا تو ہو سکتا ہے کہ سوشل میڈیا اس وقت اتنا مؤثر ہو جائے کہ مین سٹریم میڈیا کے اثر کو توڑ دے۔ پرنٹ میڈیا پاکستان جیسے معاشرے میں مؤثر اس لیے نہیں ہے کہ ہمارا لٹریسی ریٹ بہت کم ہے۔ پرنٹ میڈیا نے نہ صرف ہمارے معاشرے میں اپنا کردار محدود کر لیا ہے بلکہ وہ اس صورتِ حال سے سمجھوتا کر چکا ہے۔ پرنٹ میڈیا کی خاموشی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں کراس میڈیا کی اجازت نہیں ہے۔ یعنی جس کے پاس اخبار ہے اس کے پاس ٹی وی چینل نہیں ہو سکتا۔ پاکستان میں عجیب مذاق ہے کہ ٹی وی چینل اور اخبار کے مالکان ایک ہی ہیں۔ ان حالات میں پرنٹ میڈیا الیکٹرانک میڈیا کی خرابیوں کو کیونکر اُجاگر کر سکتا ہے۔ وہ معاشرے جنہوں نے میڈیا کو ترقی دے کر یہاں تک پہنچایا ہے اور جن کی آج ہم نقل میں فخر محسوس کرتے ہیں وہ یہ جان چکے ہیں کہ اگر کسی ایک شخص یا ادارے کے پاس اخبار، ریڈیو اور ٹی وی چینل کی طاقت جمع ہو گئی تو وہ خوفناک طریقے سے معاشرے پر غلبہ حاصل کر لے گا اور معاشرے کی باقی قوتوں کے لیے اسے روکنا ممکن نہیں ہوگا۔ لہٰذا ان معاشروں نے اس کی اجازت نہیں دی۔ ہم نے اس قاعدے کی خلاف ورزی کی جس کے نتائج بھگت رہے ہیں۔ دنیا میں اس بات پر بھی پابندی ہے کہ آپ کسی کی ذاتی زندگی یا آزادی میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ ہمارے ہاں رپورٹروں کی صورت میں غنڈے دندناتے پھرتے ہیں، جو کسی بھی شخص کو کیمرے کے سامنے کھڑا کر کے اور مائیک اس کے منہ سے لگا کر اسے ذلیل کر دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں میڈیا کورٹس ابھی قائم ہونا ہیں۔ ہمارے ہاں کسی شخص کو اگر کسی چینل کے خلاف شکایت ہے تو وہ پیمرا کے پاس جائے گا یا سول کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔ جبکہ پوری دنیا میں میڈیا کورٹس قائم ہیں جن کا کام ہی صرف یہ ہے کہ وہ صرف انہی مقدمات کو دیکھیں۔ چونکہ ہمارے ہاں میڈیا کورٹس نہیں ہیں، لہٰذا اگر کوئی سول کورٹ میں جاتا ہے تو پہلے اُسے تعریف بتانا پڑے گی کہ میڈیا ہوتا کیا ہے؟ میڈیا کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ خلاف ورزی کیا ہوئی ہے؟ میڈیا کی حدود و قیود کیا ہیں؟ فحاشی کی تعریف کیا ہے؟ کن کن ملکی قوانین کی خلاف ورزی ہوئی ہے؟ گویا پہلے پڑھانا پڑے گا۔ ہمارے ہاں بھی اگر میڈیا کورٹس قائم ہوں تو یہ سب دردِ سری نہیں کرنا پڑے گی۔ وہاں یہ چیزیں پہلے سے طے ہوتی ہیں۔ میڈیا کورٹس میں کوئی بھی شخص ان بدمعاش رپورٹروں کے خلاف اپنی درخواست لے کر جا سکے گا کہ ان کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ وہ میرے سامنے کیمرہ یا مائیک رکھ کر میری آزادی میں خلل ڈالیں۔ لہٰذا وہ عدالتیں قانون کے مطابق فیصلہ دیں گی۔ ہمارے ہاں میڈیا گروپس کے مالکان نے جان بوجھ کر یہ کورٹس بننے نہیں دیں، کیونکہ وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ اس ملک میں حکومت ہم بنائیں گے۔ اس معاشرے کے لوگوں کو کیا کھانا چاہیے، کیا پہننا چاہیے یہ فیصلہ ہم کریں گے۔ اس خوفناک صورتِ حال میں ہمیں اللہ کے سامنے فریاد کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائے، کیونکہ وہی سپریم طاقت ہے اور اس کے غضب کا مقابلہ دنیا کا بڑے سے بڑا فرعون بھی نہیں کر سکتا۔ [مرتب: فرقان دانش]

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر مکینیکل انجینئر، عمر 38 سال ذاتی کاروبار کو عقد ثانی کے لئے (پہلی بیوی سے دو بچے ہیں، بیوی ذہنی معذور ہے) پڑھی لکھی دیندار لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-9479584

☆ لڑکی، عمر 21 سال، تعلیم بی اے، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لئے دیندار گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 042-35220213
0313-4752841

☆ لڑکی، عمر 23 سال، تعلیم بی اے آنرز، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لئے دیندار گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-4227215

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ مالاکنڈ کے ملتزم رفیق ونقیب اسرہ سوات محمد صدیق کی چچی وفات پا گئیں

☆ بحریہ ٹاؤن اسلام آباد کے ملتزم رفیق تنظیم محمد سلیم کی والدہ صاحبہ اور برادر نسبتی وفات پا گئے

☆ بحریہ ٹاؤن اسلام آباد کے رفیق تنظیم عاطف اصغر کی ہمشیرہ وفات پا گئیں

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیم اسرہ تونسہ شریف کے رفیق عمران ابراہیم کا بیٹا بقضائے الٰہی وفات پا گیا

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیم وھاڑی کے رفیق حاجی محمد اکرم بقضائے الٰہی وفات پا گئے

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے منفرد اسرہ ساہیوال کے ملتزم رفیق محمد حارث کی بہن اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔

☆ عارف والا کے رفیق تنظیم محمد یٰسین کے چچا جان اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)
قارئین اور رفقائے تنظیم اسلامی سے بھی اُن کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

سید جمال الدین افغانیؒ

عالم اسلام کی آزادی اور اتحاد کے داعی

فرقان دانش

تعارف

سید جمال الدین، عالم اسلام کی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے استعماری حکومتوں کے خلاف سیاسی رویہ اختیار کیا اور آزادی کے لیے متعدد تحریکیں چلائیں۔ وہ اتحاد عالم اسلامی اور جدید استعمار دشمن تحریکوں کے بانی کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے اسلامی ممالک کے زوال، جمود اور بے حسی کو توڑا، ان کی اقتصادی اور سیاسی زندگی پر یورپی ممالک کے اثرات کا پردہ چاک کیا۔ دہریت کی نشرواشاعت کے خلاف دیوار بن گئے۔ مسلمانوں کو احساس دلایا کہ ان کی زندگی اور آزادی کی لیے ضروری ہے کہ وہ جبر کے خلاف کوشاں ہوں اور عقل و آزادی کو صحیح مقام دیں۔ قومیت کے نہیں بلکہ ملت کے پرستار بنیں۔ اقبال کی شاعری کو انہوں نے اپنے خیالات کا صحیح ترجمان بنایا۔

ابتدائی حالات

سید جمال الدین 1254 ہجری کے ماہ شعبان (نومبر 1839ء) میں افغانستان کی ایک بستی سعد آباد میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید صفدر تھا۔ جب آپ کی عمر آٹھ سال کی تھی تو آپ کے والد کو امیر دوست محمد خان نے کابل بلالیا۔ وہ گاؤں سے کابل چلے گئے اور وہیں سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ دس سال کابل ہی میں تعلیم پائی۔

حالاتِ زندگی

سید جمال الدین افغانی نے اپنی ضروری تعلیم سے فراغت حاصل کر کے افغانستان کے والی امیر دوست محمد کی ملازمت کرلی۔ اس دوران حج کو روانہ ہوئے اور ہندوستان، حجاز، شام، عراق، ایران کی سیاحت کرتے ہوئے چھ سال بعد واپس افغانستان لوٹے۔ امیر دوست محمد خاں نے ہرات پر حملہ کیا تو سید جمال الدین ساتھ تھے۔ ہرات کی فتح کے بعد دوست محمد خان کا انتقال ہوگیا اور سید جمال الدین کی کوشش سے امیر شیر علی خاں بادشاہ ہوئے۔ لیکن شہزادوں میں جھگڑے ہونے لگے۔ خانہ جنگی کی آفتوں سے تنگ آ کر وہ اپنے وطن سے نکلے اور ہندوستان آ گئے۔ یہاں اُن کی کڑی نگرانی کی جارہی تھی۔ لہٰذا ہندوستان چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ یہاں سے وہ قاہرہ گئے۔ جامعہ الازہر کے لوگوں سے تعلقات استوار کیے اور خفیہ لیکچر دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ لیکچر استعماری قوتوں کے خلاف ذہن بنانے میں کارآمد ثابت ہوئے۔ یہاں سے وہ قسطنطنیہ گئے۔ اُن کی شہرت ہو چکی تھی، چنانچہ اُن کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ اب مسلمان انہیں اپنا نجات دہندہ سمجھنے لگے تھے۔ انہیں مسجد سلطان میں خطبہ دینے کی دعوت دی گئی۔ اُن کی یہاں اتنی پذیرائی ہوئی کہ حاسد پیدا ہو گئے۔ ان حاسدوں کی بے جا تنقید سے تنگ آ کر انہوں نے ترکی چھوڑ دیا۔ پھر واپس قاہرہ پہنچ گئے۔ مستقل قیام کا ارادہ نہیں تھا لیکن تعلیم یافتہ طبقے کے اصرار پر وہ یہاں رک گئے۔ حکومت مصر نے وظیفہ مقرر کر دیا۔ انہوں نے اپنے خیالات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ نوجوان جوق در جوق آنے لگے۔ آپ کی حوصلہ افزائی سے مصر کا پہلا جریدہ ''مصر'' اور پھر روزنامہ ''التجارۃ'' اور ''مراۃ المشرق'' نکلا۔

سید جمال الدین افغانی اب اس بلند مقام پر تھے کہ اُن کی تقریروں نے مصر میں موجود غیر ملکی افسروں کے خلاف غم وغصہ پیدا کر دیا تھا۔ مصر میں اس وقت برطانوی اثر بڑھ رہا تھا۔ لہٰذا برطانیہ نے زور دے کر 1879ء میں انہیں ملک بدر کروا دیا۔ چنانچہ وہ پھر ہندوستان آ گئے۔ انہوں نے حیدر آباد اور کلکتہ میں کڑی نگرانی میں دن گزارے اور دہریوں کے خلاف ایک کتاب تحریر کی۔ اگرچہ وہ مصر میں موجود نہیں تھے لیکن اُن کا لگایا ہوا پودا بارآور ثابت ہوا اور مصر میں بغاوت ہوگئی جس میں باغیوں کو شکست ہوئی۔

1882ء میں انہیں کو ہندوستان چھوڑنے کی اجازت مل گئی اور وہ لندن پہنچ گئے۔ لندن سے پیرس گئے اور ایک عربی ہفتہ وار پرچے ''العروۃ الوثقیٰ'' کا اجراء کیا۔ برطانیہ نے مصر اور ہند میں اخبار کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا۔ اسی اثناء میں انہیں شاہِ ایران ناصر الدین نے طلب کیا، اور اعلیٰ عہدہ پیش کیا لیکن ان کے اثر ونفوذ کو دیکھ کر اُسے اپنی شاہی خطرے میں نظر آئی اور انہیں ایران سے چلے جانے سے مجبور کر دیا۔ اب انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی لیکن شاہ نے گرفتار کروا کر ترکی کی سرحد تک لے جا کر چھوڑ دیا۔ 11 مارچ 1896ء کو شاہ ایران کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا الزام بھی اُن پر لگایا گیا۔ انہوں نے اپنی صفائی میں مضامین شائع کرائے لیکن صورتِ حال مخدوش ہو چکی تھی۔ آپ کو ایران چھوڑنا پڑا۔

ترکی کے سلطان عبدالحمید نے انہیں ترکی طلب کیا، تاکہ وہ یہاں رہ کر اتحاد اسلامی کی تحریک چلائیں۔ انہیں کوہ شاناتاش کے ایک خوب صورت محل میں ٹھہرایا گیا اور 75 عثمانی پاؤنڈ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا گیا۔ یہ محل اُن کے لیے ایک طلائی قفس کی طرح ثابت ہوا۔ سلطان کا وزیر ابوالہدیٰ اُن کا مخالف تھا۔ اس نے ایسی چالیں چلیں کہ سلطان سے اُن کے تعلقات کشیدہ ہوگئے۔ یہ محل اُن کے لیے قید خانہ بن گیا۔ اس عظیم انسان کو اپنوں کے ہاتھوں ہزیمت اُٹھانی پڑی اور یہ واقعہ ہمیشہ کے لیے تاریخ کے لیے ایک سوال بن گیا کہ سلطان واقعی اتحاد عالم اسلامی کی تحریک چلانا چاہتا تھا یا اس کا اثر کم کرنے کے لیے آپ کو ترکی بلوایا گیا تھا؟

وفات

علامہ سید افغانی نے زندگی کے آخری ایام استنبول میں سخت ذہنی اذیت میں گزارے۔ یہاں انہیں بظاہر کوئی تکلیف نہ تھی لیکن ان کی زندگی کا واحد مقصد تو عالم اسلام کا اتحاد تھا جو یہاں پورا ہوتا نظر نہ آتا تھا۔ خفیہ طور پر ان کی ہر وقت جاسوسی کی جاتی تھی۔ آخر اسی کرب میں 1897ء کو بعمر اٹھاون برس سرطان کے عارضہ میں انہوں نے استنبول میں وفات پائی۔ 1949ء تک آپ کی قبر بے نام ونشان رہی۔ بعد میں اُن کے ایک امریکی معتقد چارلس استنبول آئے تو علامہ کا مقبرہ سنگ مرمر سے بنوایا جو 40 سال تک قائم رہا۔ بعد میں حکومت افغانستان نے حکومت ترکی کی اجازت لے کر ان کا جسد خاکی افغانستان منتقل کیا۔

☆☆☆

حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ کراچی جنوبی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع بعنوان ''اقامت دین کی جدو جہد میں صبر ایک بہترین زادِراہ'' قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا دورانیہ صبح 8 سے دوپہر 1 بجے تک تھا۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز تذکیر بالقرآن سے ہوا، جس کی سعادت حلقہ کراچی جنوبی کے ناظم توسیع دعوت عامر خان نے حاصل کی۔ انہوں نے آیات قرآنی کی روشنی میں'' حضرت موسیٰؑ کی داستان صبر وعزیمت'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعدازاں تذکیر بالحدیث کی سعادت شاہ فیصل / ملیر تنظیم کے رفیق راشد حسین نے حاصل کی۔ انہوں نے ''صبر کی اہمیت وفضیلت'' کے موضوع پر مختصر مگر پُر اثر ومدلل درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے اور وہ مشکلات امتحان کا حصہ ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ حالات خواہ کیسے بھی ہوں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اگر ہمارا صبر صرف اللہ کے لئے ہوگا تو یہ مصیبت بھی ہمارے لیے خیر کا باعث ہوگی۔ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ بندۂ مومن کے ہر معاملہ میں خیر ہے۔ اگر اسے کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ اس پر شکر کرتا ہے اور کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر صبر کرتا ہے۔ ان کے بعد ''صبر علی البلاء'' کے موضوع پر کلفٹن تنظیم کے رفیق ڈاکٹر فضل صاحب نے گفتگو کی۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بندۂ مومن کا طرز عمل ہر مصیبت میں یہ ہونا چاہیے کہ جو کچھ ہوا اللہ کے حکم سے ہوا اور اسی میں میرے لئے خیر ہے۔ مزید یہ کہ جو کچھ ہوا پہلے سے طے شدہ تھا اور اس دنیا کی ہر راحت اور تکلیف عارضی ہے۔ یہ حقائق بندۂ مومن میں تسلیم ورضا کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک عام انسان کی نگاہ صرف اسباب پر ہوتی ہے اور وہ اچھے یا برے حالات کا بہت زیادہ تاثر لیتا ہے اور مشکلات پر صبر کرنے میں جو اجر ہے اس سے محروم ہو جاتا ہے۔ بعدازاں اولڈ سٹی تنظیم کے رفیق محمد نعمان نے ''صبر علی الطاعۃ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد رفقاء کو باہمی ملاقات کے لیے 30 منٹ کا وقت دیا گیا۔ اس دوران میں تواضع کا بھی اہتمام ہوا۔ وقفہ کے بعد مطالعہ لٹریچر ہوا جس کی ذمہ داری ڈاکٹر محمد الیاس نے انجام دی۔ انہوں نے بانی تنظیم اسلامی کی کتاب ''جہاد بالقرآن کے پانچ محاذ'' کا مطالعہ کروایا۔ حلقہ کے ناظم دعوت حافظ عمیر انور نے ''دعوت رجوع الی القرآن میں ہمارا حصہ'' کے عنوان پر خطاب کیا اور رفقاء کی توجہ دورہ ترجمہ قرآن کی محافل اور رمضان المبارک سے متعلق چند امور کی جانب دلائی اور انہیں دعوتی اور تنظیمی سرگرمیوں میں نظم کی پابندی کے ساتھ ساتھ انفرادی عبادات اور قرآن مجید کے ساتھ تعلق کو مزید مضبوط بنانے کی تاکید کی۔ امیر حلقہ کے مشیر برائے حالات حاضرہ ثاقب رفیع شیخ نے حالات حاضرہ پر گفتگو کی اور رفقاء کو ترغیب دلائی کہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ تنظیمی نقطہ نظر سے آگاہ رہنے کے لیے تنظیمی جرائد کا مطالعہ اپنے اوپر لازم کرلیں۔ ان کے بعد امیر حلقہ نے اختتامی گفتگو کرتے ہوئے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اجتماع کے موضوع کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''اقامت دین کی جدوجہد میں صبر ایک بہترین زادہ راہ'' موضوع کا انتخاب موقع کی مناسبت سے کیا گیا، کیونکہ صبر کا روزے سے گہرا تعلق ہے۔ حدیث کے مفہوم کے مطابق رمضان صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ دوسرا یہ کہ ہمیں اقامت دین کی جدوجہد آخری سانس تک کرنی ہے، لہٰذا اس کے لیے بھی جو زادراہ ہمارے پاس ہے وہ صبر ہی ہے۔ انہوں نے سیرت صحابہؓ سے چند واقعات کے ذریعہ رفقاء سے گزارش کی کہ صبر کی تلقین اپنے گھر والوں کو بھی کریں اور وقتاً فوقتاً اس کی یاددہانی اپنی مجالس میں کرتے رہیں کہ دین پر عمل کرنے میں مشکلات ضرور آئیں گی اور ہمیں مومنانہ طرز عمل اپناتے ہوئے استقامت کے ساتھ دین پر کاربند رہنا ہے۔ اس اجتماع میں تقریباً 230 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ مسنون دعا پر یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور خدمت دین کے لیے مزید ہمت وحوصلہ عطا فرمائے۔ آمین (رپورٹ: محمد سہیل)

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درس قرآن کی خصوصی نشست

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے امیر جناب غلام نبی کی کوششوں سے 6 جولائی بروز ہفتہ بعد نماز مغرب گریس میرج ہال ٹوبہ میں استقبال رمضان کے حوالے سے درس قرآن کی نشست ہوئی۔ اس پروگرام کے لئے ملتان سے ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی (امیر حلقہ جنوبی پنجاب) کو مدعو کیا گیا تھا۔ امیر حلقہ اور راقم الحروف ہفتہ کی دوپہر 2 بجے ملتان سے ٹوبہ کے لئے روانہ ہوئے، اور ساڑھے چار بجے وہاں پہنچ گئے۔ جامع مسجد طوبیٰ شالیمار ٹاؤن میں امیر مقامی تنظیم غلام نبی ہمارے منتظر تھے۔ ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد ہم نے نماز عصر ادا کی۔ بعدازاں نائب ناظم اعلیٰ جناب پروفیسر خلیل الرحمٰن کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ ان سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ ان کی بیمار پرسی کی۔ نماز مغرب کے بعد امیر حلقہ نے گریس میرج ہال میں درس دیا۔ محفل درس میں تقریباً 80 افراد نے شرکت کی۔ حلقہ پنجاب غربی کے امیر جناب رشید عمر بھی یہاں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی سامعین سے مختصر خطاب کیا۔ بعدازاں اِسی ہوٹل میں مہمانوں نے رات کا کھانا کھایا۔ رات کا قیام شالیمار ٹاؤن میں کیا۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد ملتان روانگی ہوئی۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے زیراہتمام استقبال رمضان پروگرام

7 جولائی 2013 کو قائد گرلز کالج سیالکوٹ میں تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے زیراہتمام استقبال رمضان کے حوالے سے ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ایک سو پچاس کے لگ بھگ رفقاء واحباب شریک ہوئے۔ پروگرام کا مقصد لوگوں میں روزے اور رمضان کے حوالے سے شعور بیدار کرنا تھا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت عفان شعیب کو نصیب ہوئی۔ ہدیہ نعت بحضور نبی کریم ﷺ علی شاہد نے پیش کیا۔ عبدالقدیر بٹ نے ''قرآن حکیم اور ہم '' کو موضوع گفتگو بنایا، اور مسلمانوں پر قرآن کے حقوق بیان کئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کے حوالے سے کہا کہ بہترین مسلمان وہ ہے جو قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ آج دنیا میں ترقی کے لئے ہم بہت دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ''بہترین'' مسلمان بننے کے لئے قرآن سیکھنے سکھانے کی طرف متوجہ ہوں۔ قرآن رمضان میں اترا۔ اس مہینے کی ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور دیگر پیغمبروں کو جو معجزے عطا ہوئے وہ سب معجزے ان کی زندگی تک کے لئے تھے۔ لیکن ہمارے نبی ﷺ کو جو معجزہ عطا ہوا وہ رہتی دنیا تک کے لئے معجزہ ہے۔ قرآن ایک زندہ معجزہ ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن کے ساتھ جڑیں، اسے سمجھیں گے، اُس پر عمل کریں، اسے دوسروں تک پہنچائیں اور اس کے احکامات کے نفاذ کی کوشش میں حصہ ڈالیں، تاکہ کل رب کے حضور سرخرو ہوسکیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جو انسان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتی ہے۔ ہم روشنی کی طرف کیوں نہیں آتے آخر کب تک اندھیروں کے مکین بن کے زندگی گزاریں گے۔ نماز عشاء کے بعد فیصل وحید نے قرآن، رمضان اور پاکستان کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے رمضان کی فضیلت اور رمضان اور قرآن کے پاکستان سے خصوصی تعلق کو واضح کیا۔ پاکستان رمضان میں بنا تھا۔ ہم نے تحریک پاکستان کے دوران اللہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ آزاد خطہ عطا فرمادے، ہم اس میں تیرا نظام نافذ کریں گے لیکن 66 برسوں بعد بھی ہم اپنا یہ عہد ایفا نہیں کر پائے۔ اسی لئے آج ہم ذلیل وخوار ہیں۔ پروگرام کے آخر میں احباب کو کھانا کھلایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہوگیا۔ (مرتب: اعجاز عنصر)

MESSAGE OF AMEER-E-TANZEEM-E-ISLAMI

TO ALL MUSLIMS, INCLUDING THE MEMBERS OF TANZEEM-E-ISLAMI

O' Brethren in Islam! Although Muslim Ummah has been spiraling downwards in political, economic, educational and social realms, it would be no understatement to profess that we have now reached our lowest ebb. The notion of '***One Ummah***' seems nothing more than a distant mirage. Consequently, while bonding together to face the continuous and relentless onslaught of the Satanic, Zionist and Dajjali forces of infidels appears to be a fantasy, our internal strife and civil wars are ominously rife. Hence 'Muslim Nations', on a global scale, are drawing daggers at each other, instigated by the West and their plots hatched, at times in the USA, Europe and Israel, while at other times in Russia. Be it the coup d'état against Morsi's government in Egypt or the bloodshed in Syria, Muslims invariably work as foot-soldiers of the wicked global elite, furthering their sinister agenda(s).

There was a time, not long ago in history, when the USA and its allies could not stand any manifestly professed ***'Islamic Welfare State'*** taking roots virtually anywhere in the world, but how quickly has the paradigm shifted. The Anglo-European-Israeli axis of evil cannot now even stand any ***'Government considerate of a watered-down version of Islam'***. They come after it, all guns blazing, sometimes overtly while at other times covertly; Morsi's democratically elected government in Egypt being toppled by a '*mass movement*' is an eye-opening case in point. Ironically, according to confirmed independent media reports, Saudi Arabia, Qatar and the U.A.E, all client states of Washington, provoked the Yankee-sponsored Egyptian Rebellion, provided political, moral (or more correctly immoral) and financial support along with a media-sponsored pandemonium; print, electronic and social (Gulf and Khaleej Times, Al-Jazeera and of course Twitter and Facebook) all working in tandem to bring down Morsi's legitimately elected government

Elsewhere, Turkey on the other hand too has unwisely become party to the Syrian conflict by training rebels and installing Patriot Missile Batteries in its own territory, making it appear as an insurrection against a brutal Syrian regime led by Bashar Al Assad, who now innocently claims to be the victim.

Amidst this distasteful mayhem, however, there is Afghanistan; from where a serene cool breeze can be felt blowing. A place where the arrogant US and its NATO allies, facing a humiliating defeat, find no place to retreat. And retreat is what has started to begin, after the unveiling of a US plan to commence withdrawing its troops from the region starting 2014. The statement has been made by responsible officials in the US Administration and it remains to be seen whether the arrogant pharaoh of our age lives up to its word or uses it as a deceptive diversion, which by the way is a trademark of US foreign policy, all though its maligned history. Notwithstanding, all ciphers point to the fact that an Islamic Emirates of Afghanistan, based on the pristine rules of Islamic Social Justice, led and controlled by the Taliban and their allies, will emerge sooner or later in the country, In shaa Allah! (God willing)

In our own country Pakistan, we are still engulfed by Allah's wrath in the shape of cowardice, infighting and a plethora of other despicable ills. Worse still, instead of learning our lessons, we are moving further towards the pit of ignominy. The newly elected government of PML-N shamelessly used the name of our Objectives Resolution when their official lawyer, a member of the ruling party himself, asked for the Presidential election to be delayed on the pretext of MPs being engaged in fasting and Itikaf. The arguments put forth thus used the reference of the Qur'an and the Sunnah in the said resolution in the country's apex court stating that the said resolution required that the Presidential elections must be held on time, as

scheduled, and any delay in matters of '***such national importance***' could not be afforded by the nation. By citing a resolution that acts as a pivot of the Ideology of Pakistan with such trivial and nonchalant attitude speaks volumes of the importance (or the lack of it) that our ruling elite will afford to lay solid foundations to establish an Islamic Welfare State in his country, let alone the significant role the Objectives Resolution could play in solving the major national, regional and international issues facing Pakistan today. We have practically shed our Islamic configuration and, if any such phrase exists, have wretchedly become a 'Secular-Islamic State', swaying more towards the former in administrative spheres that matter most. Merely fifty (50) days in and the Sharif government is already full of massive scandals up to its gullet. Drone attacks keep killing innocent tribal civilians, as reported by independent investigators and media reports, and it appears that the present regime is following suite of the previous one by '***offering official condemnation***', statements, proven to be nothing more than lip service thanks to a deal now known via Wikileaks cables. Agents rearing from CIA, RAW and Mossad operate unabated in places like Baluchistan and Karachi at will. If this is not treason, breach of security and jeopardizing Pakistan's sovereignty than only Washington knows what is!

Likewise, the present government's unilateral 'affection' and 'willingness to engage in an Aman ki Aasha' with India, our arch enemy even today, '***at all costs***' has become sort of an obsession. The track-2 diplomacy, a euphemism for dealing secretively, has businessmen and liberal secularists at the helm of its affairs, exhibiting no point of departure from the cataclysmic policies adopted by both ex-dictator Musharraf and ex-President Zardari

In a nutshell, despite continuing with Riba (interest/usury) based transactions, promoting immodestly and obscenity, advocating subservience to Islam's worst enemy a.k.a. the USA and allowing enemy funding to Pakistani Media Houses, we are adamant that no religious or national misdeeds have been conducted, thus unwilling and unable to revert to Allah and repent for our momentous sins, both individually and collectively.

The consequence, as Iqbal quotes in a famous couplet is:

Individuals The Nature (Allah) forgives for their sins as It (He) Wills

Never doeth It (He) absolve the collective criminalities of the whole nation

(Abridged Translation)

Respected members of Tanzeem-e-Islami! Eid ul Fitr is in essence a day of thanksgiving and bliss for the two immeasurable bounties that Allah has bestowed on us, in a festive yet soberly mood

On the one hand he has conferred upon us an eternally lively gift in shape of the Qur'an, about which He Himself remarks,

The Most Merciful اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾

Taught the Qur'an, عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾

(Chapter 55: verses 1-2)

This book is guidance for humankind and to the Jinn, through and through. It explicates the straight path sans deviations and filters human thought of all pseudo ideological and philosophical fallacies, discerning the truth from all rivals, thus saving us from the torment of the Hellfire and winning us paradise, with Allah's mercy.

On the other, Allah has granted us a privileged mode of worship and an approach to spiritually transcend into the Divine presence and pleasure, namely fasting during the Holy month of Ramadan. We pray and vow to our capacity with sincerely to Allah for such fortitude and resilience during the remaining eleven months of the year that would shield and safeguard us from all transgressions, physical as well as spiritual, which cause Allah's displeasure and which His beloved messenger strictly refrained us from committing. We couple this prayer with the supplication for Allah's incessant bounty on us weaklings, so that we could perform acts that would be of pleasure to our Creator and a cause of His Mercy on us. 'O Allah, make us do

actions that You adore and that cause Your pleasure and proclivity.' Ammeen!

A valid question arises in the minds of pensive Muslims that how come Islam, the favored Deen of Allah be in such a state of misery and disarray even in countries that claim to be Muslims, let alone those which are secular in design. How can the injunctions ordained by Allah in his Book and the Shariah (Mode of Life) be absolutely absent from the affairs of state; often ridiculed and frowned upon by the elite of those 'Muslim countries'. How come that on the one hand we stamp our feet on the 'signs' and 'decrees' of Allah, practically negating our Deen and at times feeling nostalgic even at the mention of it, maintaining friendly ties and alliances with Allah's enemies, pampering ourselves with mere worship, fasting, giving alms, performing Hajj and carrying out certain other Islamic rituals from time to time, sit back content that we are efficaciously doing our part as Muslims and are accomplishing what Allah has demanded of us, turning a deaf ear and exhibiting indications of a heart dead to the plight that Muslims face throughout the world today. These are questions that only 'cattle' would not consider worth contemplating. Our Muslim States, numbering in excess of 50, have turned their Qibla (direction) either towards Washington or Moscow and the worst part of it is that they feel proud to be members of those evil coalitions. Further bad news for these pretenders that rule us is that Allah mentions in various Ayahs of the Qur'an that His help, pleasure, assistance and a reserved place in Jannah (paradise/heaven) in the Hereafter is only for those who have unwavering faith, supplemented with righteous deeds; people who turn to Allah alone in the face of trials, tribulations and general strife.

We Muslims are blessed that apart from fasting during days and worshiping during nights we take or rather get a Time-Out from Allah to contemplate on our real purpose of existence in this world, during Itikaf (a 10 days of retreat from worldly affairs). Surely, worshiping five-times a day and fasting for the whole month is an open manifestation of Allah's Omnipotence that Muslims vouch, yet these practices should also serve as training drills for preparing ourselves for the inevitable resistance to the Dajjali status quo, by submitting to Allah, the One and only Lord God and willing to sacrifice everything in His way when required. In the Qur'an, Allah has vividly expressed His utter annoyance and irascibility with those who are happy to follow some parts of the book and throw the rest behind their backs. If fasting during Ramadan is prescribed as an obligatory practice in Islam, so is enforcing the segregation of sexes. If extortion is prohibited in Islam, so is Riba (interest/usury).

In these circumstances my exclusive message to the members of Tanzeem-e-Islami is to ***'keep the bonfire alight'!*** We must be resilient and endure whatever is hurled at us while performing our religious duties.

In the end, the Ameer supplicated for Allah's help and endurance in perusing this religious movement, founded on the notion of establishing the Deen of Allah on the Allah's Land. He also prayed for the peace, security and safety of Muslim all around the world and more importantly for the Ummah to revert to its foundations of the Qur'an and the Sunnah to become a formidable force one more time.

"I PRAY FOR THIS AND MY SUPPLICATION IS ECHOED WITH AAMEEN."

Hafiz Akif Saeed

(Ameer-e-Tanzeem-e-Islami)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ
ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟
تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:
(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس
مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:
شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org